تنظیم اسلامی کا ترجمان

36

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

17 تا 23 محرم الحرام 1441ھ / 17 تا 23 ستمبر 2019ء

داعی کی اصل ذمہ داری

جہاں تک ایک داعیٔ حق کا تعلق ہے وہ اس مسئلہ پر بالکل غور نہیں کرتا ورنہ اسے غور کرنا چاہیے کہ لوگ اس کی دعوت پر کان دھریں گے یا نہیں اور نہ اس فکر میں وہ سر کھپاتا اور نہ اس کو سر کھپانا چاہیے کہ زمانہ اس کی دعوت کے لیے سازگار ہے یا ناسازگار۔ وہ لوگوں کے ردّ و قبول، اپنی کوششوں کی کامیابی اور ناکامی اور دعوتِ حق کے انجام کے متعلق ایک بار یہ فیصلہ کر کے کہ اس امر کا تعلق اس کی ذات سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، بالکل مطمئن ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اس بات پر غور کرتا ہے کہ خود اس کا اپنا فرض کیا ہے اور جب یہ طے کر لیتا ہے کہ وہ اس مقصد کی دعوت دے جس کو وہ حق یقین کر رہا ہے اور جو اس کے خیال میں تمام دنیا کے لیے یکساں مفید ہے، تو یہ طے کر چکنے کے بعد وہ اس تردد میں نہیں پڑتا کہ لوگ اس کی دعوت کو قبول کرنے کے بارہ میں اپنا فرض پورا کریں گے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ اس دعوت کو دنیا میں برپا کرے گا یا نہیں۔

جہاں تک لوگوں کے ردّ و قبول کا تعلق ہے وہ اس کی دعوت کو قبول کریں یا نہ کریں، دونوں صورتوں میں اس کی اپنی ذمہ داری بدستور قائم رہتی ہے۔ اگر وہ قبول کریں گے تو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح کی راہیں کھلیں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ادائے فرض و دعوت کا اجر و ثواب حاصل کرے گا، اور اگر نہ قبول کریں گے تو اس کے ذریعہ سے لوگوں پر اللہ کی حجت پوری ہوگی اور داعی اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش قرار دیا جائے گا کہ اس کا جو فرض تھا اس نے پورا کر دیا۔

دعوتِ دین
امین احسن اصلاحی

اس شمارے میں

امریکہ ایک ناقابلِ اعتبار ریاست

فریضۂ شہادت علی الناس

مسئلہ کشمیر اور اُمت مسلمہ کی بے حسی

''کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟''

آہ وہ تیرِ نیم کش......

دعوت دین کی اہمیت وضرورت

قربانی کا فلسفہ

الھدیٰ (869)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

فرمان نبویؐ

سُورۃُ الحج | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 37

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾

آیت ۳۷ ﴿لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ﴾ ’’اللہ تک نہ تو ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون‘ لیکن اس تک پہنچتا ہے تمہاری طرف سے تقویٰ۔‘‘

قربانی کا اصل فلسفہ یہی ہے‘ بلکہ ہر عبادت کا فلسفہ یہی ہے۔ کسی بھی عبادت کا ایک ظاہری پہلو یا ڈھانچہ ہے اور ایک اس کی روح ہے۔ ظاہری ڈھانچہ اپنی جگہ اہم ہے اور وہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس عبادت کا بجا لانا ممکن نہیں‘ لیکن یہ ظاہری پیکر اصل دین اور اصل مقصود نہیں ہے۔ کسی بھی عبادت سے اصل مقصود اس کی روح ہے۔ اسی نکتہ کو علامہ اقبالؔ نے ان اشعار میں واضح کیا ہے: ؎

رہ گئی رسمِ اذاں ‘روحِ بلالی ؓ نہ رہی   فلسفہ رہ گیا‘ تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

چنانچہ قربانی کا اصل مقصود ہمارے دلوں کا تقویٰ اور اخلاص ہے۔ اللہ کے ہاں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی دے رہا ہے وہ اپنی معمول کی زندگی میں اس کی نافرمانی سے کتنا ڈرتا ہے؟ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں اللہ کے احکام وقوانین کا کس قدر پابند ہے؟ کس قدر وہ اپنی توانائیاں‘ اپنی صلاحیتیں اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر رہا ہے؟ کیا قربانی کے جانور کا اہتمام اس نے رزقِ حلال سے کیا ہے؟ اس قربانی کے پیچھے اس کا جذبۂ اطاعت وایثار کس قدر کارفرما ہے؟ یہ اور اسی نوعیت کی دوسری شرائط جو قربانی کی اصل روح اور تقویٰ کا تعین کرتی ہیں اگر موجود ہیں تو امید رکھنی چاہیے کہ قربانی اللہ کے حضور قابل قبول ہوگی۔ لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں تو ٹھیک ہے آپ نے گوشت کھا لیا‘ کچھ غریبوں کو بھی اس میں سے حصہ مل گیا‘ اس کے علاوہ شاید قربانی سے اور کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔

﴿کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ﴾ ’’اسی طرح اُس نے انہیں تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی تکبیر کیا کرو اُس ہدایت پر جو اس نے تمہیں بخشی ہے۔‘‘

مسلمان سال میں دو عیدیں مناتے ہیں۔ ایک عید الفطر ہے جو روزوں کے بعد آتی ہے اور دوسری عید الاضحیٰ جو حج کے ساتھ منسلک ہے۔ دونوں مواقع پر اللہ کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس کی کبریائی کا اظہار کرنے کی خصوصی ہدایت کی گئی ہے۔ اسی لیے عیدین کی نمازوں کے لیے آتے جاتے تکبیریں پڑھنے کی تاکید احادیث میں ملتی ہے اور عیدین کی نمازوں کے اندر بھی اضافی تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔

﴿وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) محسنین کو بشارت دے دیجیے۔‘‘

محسنین سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام‘ ایمان اور تقویٰ کی منزلیں طے کرتے ہوئے درجۂ احسان تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی توفیق سے اس درجہ کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ! آمین! ثم آمین!

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھتا ہے

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنۡظُرُ إِلَى صُوَرِكُمۡ وَأَمۡوَالِكُمۡ وَلَكِنۡ يَنۡظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمۡ وَأَعۡمَالِكُمۡ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔‘‘

تشریح: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال ومتاع کو نہیں دیکھتا یعنی اس کی نظر رحمت وعنایت میں تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ اس کے نزدیک نہ تو اچھی یا بری صورت کی کوئی حیثیت ہے اور نہ مال ومتاع کی کمی یا بیشی کی کوئی اہمیت ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے یعنی اس کے ہاں تو بس اس چیز کو دیکھا جاتا ہے کہ تمہارے دل میں یقین وصدق اور اخلاص وغیرہ، یا نفاق اور ریاء وسمعہ وغیرہ، اسی طرح اس کے نزدیک اچھے اور برے اعمال کا اعتبار جس کے مطابق وہ تمہیں جزا و سزا دیتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 محرم 1441ھ — جلد 28
17 تا 23 ستمبر 2019ء — شمارہ 36

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادا ریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امریکہ ایک ناقابلِ اعتبار ریاست

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے بیک جنبش اُنگشت ٹویٹ کر کے امریکہ اور افغان طالبان کے درمیان جاری مذاکرات کو منسوخ کر دیا ہے۔ اِن مذاکرات کے انعقاد کے لیے بہت سے ممالک خاص طور پر پاکستان نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے طویل عرصہ تک کام کیا۔ اور اب مذاکرات اس سطح پر پہنچ چکے تھے کہ کہا جا رہا تھا کہ 98% معاملات پر اتفاق ہو گیا ہے بلکہ معاہدے کا ڈرافٹ بھی تیار ہو چکا ہے۔ جس پر چند دنوں میں دستخط ہو جائیں گے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اس سٹیج اور مرحلے پر آخر کیا ہوا کہ اچانک امریکی صدر نے ہر شے کو بلڈوز کر دیا۔ جواب عرض ہے کہ بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن اصل اور بنیادی وجہ امریکی قوم اور اُس کے رہنماؤں کی بددیانتی ہے، نیت کا فتور ہے، فریب، دھوکہ دہی، عیاری اور مکاری ہے۔ ماضی بعید کی تاریخ کو چھوڑیں عالمی جنگ دوئم کے بعد امریکہ سپر طاقت بنا تو گزشتہ پون صدی سے کتنی مرتبہ بدعہدی اور عہد شکنی کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ قوم پرستی نے مادی لحاظ اور ظاہری طور پر امریکہ کو بڑی ترقی دی، لیکن اخلاقی زوال بھی اپنی انتہا کو پہنچا۔ عراق میں جھوٹا عذر تراش کر کے لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ پھر انتہائی بے شرمی اور ڈھٹائی سے کہہ دینا کہ جن اطلاعات پر یہ تباہی اور بربادی پھیلائی گئی وہ غلط تھیں اور جھوٹ پر مبنی تھیں۔ نائن الیون جیسا ڈرامہ رچایا گیا پھر بندوق کی نالی پر افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے دنیا کو اکٹھا کیا۔ گوانتانامو بے جیسا عقوبت خانہ بھی بنایا گیا۔ ہر اُس عالمی قانون کو ٹھوکر مار کر اُڑا دیا جو امریکیوں یا اسرائیلیوں کے مفاد کے مطابق نہ تھا۔ ایران کے ساتھ ریاستی سطح پر معاہدہ کرنا پھر حکومت بدلنے پر معاہدے سے منحرف ہو جانا بھی امریکہ کا کارنامہ ہے۔ قومی مفاد کے تحفظ میں بے اُصولی کو بنیادی اُصول بنا لینا بھی امریکہ کا خاصا ہے۔

ایسی صورت میں امریکہ کی طرف سے اِن مذاکرات کی معطلی پر کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ وعدہ خلافی اور دروغ گوئی شاید امریکیوں کی جینز میں شامل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا کی پسماندہ ترین قوم افغانیوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست نے انھیں بدحواس کر دیا ہے۔ امریکہ اب تنکوں کا سہارا لے رہا ہے۔ شاید وقت اور مسلسل جنگ افغان طالبان کو تھکا دے شاید افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے اور امریکی فوج کے انخلاء کے بعد بھی امریکہ دوست حکومت افغانستان میں قائم رہ جائے اور آخری بات جو اہم ترین وجہ ہے وہ یہ کہ اُس کے اتحادی اسرائیل اور بھارت ایسے اقدام کر چکے ہیں اور مزید کرنے جا رہے ہیں جن سے مشرقِ وسطیٰ اور جنوبی ایشیا میں بہت بڑی اور خوفناک جنگ کی آگ بھڑک سکتی ہے۔ امریکہ بھی اس سازش میں شریک ہے لہٰذا مزید کچھ عرصے کے لیے افغانستان

میں قیام کر کے اپنے اِن اتحادیوں کے لیے تقویت کا باعث بنا مقصود ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے غیر آئینی اقدام کے بعد پاکستان اور بھارت کے تعلقات تشویشناک حد تک خراب ہو چکے ہیں۔ افواج پاکستان اور حکومت پاکستان نے امریکہ اور بھارت کے اندازوں سے کہیں بڑھ کر جارحانہ رویہ اختیار کیا ہے جس سے پاک بھارت تصادم کی نوبت آ سکتی تھی اور اب بھی آ سکتی ہے۔ اگر امریکہ افغانستان سے فوری طور پر نکل جاتا ہے اور افغان طالبان افغانستان میں مکمل کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں تو پاکستان کی شمال مغربی سرحد مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گی اُسے اِس سرحد پر باقاعدہ فوج تعینات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ اور وہ اپنی مکمل توجہ مشرقی سرحدوں پر فوکس کر دے گا۔ امریکہ افغان مذاکرات ختم ہونے سے ظاہر ہے کہ پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر نہ صرف خطرہ برقرار رہے گا بلکہ یہ خطرہ مزید بڑھ جائے گا۔ یہ درحقیقت پاکستان پر دباؤ بڑھایا گیا ہے کہ ہم بھارت پر دباؤ میں کمی لائیں۔

بہرحال ہم حکومتِ پاکستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ افغان طالبان اگر نہتے ہونے کے باوجود ڈٹ جاتے ہیں اور سپریم پاور آف دی ورلڈ امریکہ اور اُس کے نیٹو اتحادیوں کو شکست دیتے ہیں تو پاکستان جو بہرحال ایک ایٹمی قوت ہے وہ کیوں ڈرے۔ یاد رکھیں، جو ڈر گیا سو مر گیا ایک پرانی لیکن سبق آموز کہاوت ہے۔ امریکی طرزِ عمل آغاز سے ہی کچھ یوں ہے کہ مخالف کو دبانے اور ڈرانے کا ہر حربہ استعمال کرو اور مقصد حاصل کر لو۔ لیکن اگر سامنے سے زبردست رکاوٹ اور مزاحمت سامنے آئے تو امریکہ پسپا ہونے پر بالکل شرمسار نہیں ہوتا۔ شام میں امریکی مداخلت کی مثال سامنے رکھیں تو بات واضح ہو جائے گی۔ مشرقِ وسطیٰ میں امریکی آشیر باد سے چلنے والی عرب سپرنگ جب شام پہنچی تو امریکہ کو یقین تھا کہ بشارالاسد کی حیثیت طوفان کے سامنے ایک تنکے کی ہوگی لیکن جب روس اپنی پوری قوت سے سامنے آیا اور بشارالاسد کے ساتھ چٹان بن کر کھڑا ہو گیا تو امریکہ نے شام کے صدر کو برطرف کرنے کے حوالے سے پسپائی اختیار کر لی، البتہ مسلمان باہم خون کی ہولی کھیلتے رہے، اس سے امریکہ لطف اندوز ہوتا رہا اور اسے بڑھاوا بھی دیتا رہا۔ امریکہ کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ دنیا میں کہیں بھی دو ایٹمی ممالک کے مابین تصادم ہو۔ اس لیے کہ اِس کے اثرات سے دنیا کا کوئی کونہ بھی محفوظ نہ رہ سکے گا۔

کشمیر حقیقت میں پاکستان کی شہ رگ ہے یہ کوئی جذباتی نعرہ نہیں ہے۔ پاکستان جو روز بروز پانی کی کمی کا شکار ہو رہا ہے اگر وہ اپنے پانی کے راستوں سے بھارت کی پیدا کردہ رکاوٹوں کو دور نہیں کر پاتا اور اِن رکاوٹوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم نہیں کر دیتا تو پاکستان میں تو جنگ کے بغیر بھی زندگی کو بچانا مشکل ہی نہیں شاید ناممکن ہو جائے گا لہٰذا اپنی شہ رگ بھارت کے پنجے سے آزاد کروانا ہم پر لازم ہے، ہم پر فرض ہے۔ پھر یہ کہ اسرائیل جو اپنے اصل ہدف یعنی گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے مشرقِ وسطیٰ میں اپنے تمام دشمنوں کو تباہ و برباد کر چکا ہے یا اپنے آگے سر بسجود ہونے پر مجبور کر چکا ہے۔ وہ ایسے مسلمان ملک کو کیسے برداشت کرے گا جو ایٹمی اثاثہ جات رکھتا ہو، جس کے ایٹمی میزائل کی رینج میں تل ابیب آتا ہو۔ لہٰذا بات اب Containment آف چائنہ سے آگے بڑھ کر Containment آف پاکستان تک پہنچ چکی ہے چنانچہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا شیطانی اتحاد ثلاثہ اب مشترکہ طور پر اپنے دشمنوں سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ پاکستان جنگ سے بچنا بھی چاہے تو نہیں بچ سکتا۔

پاکستان کے حکمرانوں کو اِس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اسرائیل کے سامنے جو مسلمان ممالک بچھ چکے ہیں مثلاً مصر اور اُردن وغیرہ۔ ہوسکتا ہے اسرائیل اُنھیں ایک خاص وقت تک برداشت کر لے، لیکن اگر پاکستان امریکہ کی کسی یقین دہانی پر اپنی ایٹمی صلاحیت سرنڈر کرتا ہے تو اُسے بچانے والا دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ اوّل تو امریکہ کی یقین دہانی دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ہوگی۔ پھر یہ کہ خدانخواستہ خاکم بدھن بھارت کو کوئی ایسا موقعہ ملتا ہے کہ وہ پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹا سکے تو وہ امریکہ چھوڑ دنیا بھر میں کسی کی نہیں سنے گا۔ ویسے تو کانگریسی رہنماؤں نے بھی پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا ہوا لیکن بی جے پی اکھنڈ بھارت کی بات کھلم کھلا کرتی ہے۔ حال ہی میں آر ایس ایس کے ایک سورما کے فرمودات سامنے آئے ہیں، فرماتے ہیں: 31 دسمبر 2021ء کے بعد ہندوستان میں کوئی عیسائی اور مسلمان نہیں رہے گا۔ جب ہندوؤں کے ارادے اتنے عیاں ہیں پھر جمعیت الاسلام ہند کے اکابرین مودی کی حمایت اور کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ کہیں اور پاکستان کے اس تاثر کو غلط قرار دیں کہ مسلمانانِ ہند خطرے میں ہیں تو اِس بھولے پن کا علاج کون کرے گا۔ اے اللہ! امت مسلمہ خاص طور پر اُن کے رہنماؤں پر رحم فرما، اُنھیں ہدایت دے اور اُنھیں صراطِ مستقیم پر گامزن فرما۔ آمین یا رب العالمین!

فریضۂ شہادت علی الناس

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں انچارج شعبہ تحقیق اسلامی محترم حافظ عاطف وحید کے 6 ستمبر 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! آج 6 ستمبر اور 6 محرم کا دن ہے جو قمری اور شمسی دونوں اعتبارات سے بہت اہم دن ہے۔ قومی و ملی اعتبار سے 6 ستمبر کا دن یوم دفاع کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اسی طرح محرم الحرام کے پہلے عشرے کی بھی اسلامی تاریخ میں خاص اہمیت ہے کیونکہ یہ قربانیوں اور شہادتوں کا عشرہ ہے۔ یکم محرم الحرام کو خلیفہ دُوم حضرت عمر فاروق ؓ کی شہادت ہوئی جبکہ اسی عشرہ میں نواسہ رسول ﷺ اذیتیں اور مصائب اُٹھانے کے بعد 10 محرم الحرام کو شہادت کے رتبۂ عظیم پر فائز ہوئے۔ اس حوالے سے آج کل فلسفۂ شہادت منبر ومحراب کا خاص موضوع ہے لیکن ہمارا موضوع آج انتہائی خصوصی ہے اور وہ ہے ''شہادت علی الناس اور اسلام کا فلسفۂ شہادت''۔ اس حوالے سے قرآن مجید کے دو مقامات انتہائی اہم ہیں۔ جن میں سے پہلا مقام یہ ہے۔ فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے'' (آل عمران: 110)

اور دوسرا مقام ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمتِ وسط بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو'' (البقرۃ: 143)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو دو بہت اہم خطابات سے نوازا ہے۔ پہلی آیت میں اس کو بہترین اُمت قرار دیا گیا۔ جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا وہ اُمت محمد ﷺ میں شامل ہو گیا چاہے وہ بنی اسمٰعیل میں سے تھا یا نہیں تھا۔ دوسری آیت میں اس کو اُمت وسط قرار دیا گیا۔ یہاں وسط سے مراد درمیانی اُمت ہے۔ درمیانی شے وہ ہوتی ہے جو دو انتہاؤں کے مابین ہو اور مابین ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ معتدل ہوتی ہے۔ یعنی اُمت مسلمہ ایک معتدل اُمت ہے اور یہی اس کا حسن اور اس کی خوبی ہے۔ وسط کا لفظ اصل میں خیر امت ہی کا ایک متبادل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے خیر امت بھی ہیں اور امت وسط بھی۔ یہ اللہ نے ہمیں بہت بڑی فضیلت والا منصب اور اعزاز عطا کیا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ جس کی جتنی زیادہ اہمیت اور فضیلت ہوتی ہے

مرتب: ابو ابراہیم

اس پر اتنی ہی زیادہ اہم ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ بغیر ذمہ داری کے فضیلت کے معنی نہیں ہوتے۔ ورنہ اگر ہم مسلمان خیر امت ہیں تو دنیا میں ہماری کوئی خاص عزت ہونی چاہیے۔ لوگ آ کر ہمارے ہاتھ چومیں، پاؤں دھو کر پئیں۔ اس لیے کہ ہم خیر اُمت ہیں اور اللہ نے قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر آپ حقیقت کا جائزہ لیں تو اس وقت دنیا کی کل آٹھ ارب آبادی میں سے تقریباً دو ارب مسلمان ہیں۔ یعنی عیسائیوں کے بعد دنیا میں سب سے بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے، ہر چوتھا شخص مسلمان ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج اُمت مسلمہ کی حالت یہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب (کافر) امتیں تمہارے اوپر چڑھ دوڑنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف بلاتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: '' شاید اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم کثرت میں ہو گے لیکن تمہاری حیثیت پانی کے اوپر بہنے والی جھاگ کی مانند ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دیں گے اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' پیدا فرما دیں گے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ''وھن'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: '' دنیا کی محبت اور موت سے نفرت''۔ (ابوداوٗد)

اس وقت واقعتاً یہ اُمت انہی حالات سے دوچار ہے۔ دنیا میں ہر جگہ صرف مسلمان ہی کشت وخون کا شکار ہیں۔ ہر جگہ ان کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان تعداد میں کم ہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان میں وھن کا مرض جڑیں پکڑ چکا ہے۔ دنیا کا مال و اسباب، دنیا کی آسائشیں، دنیا کی وجاہت، یہ سب ان کے پیش نظر ہے۔ جس کی وجہ سے موت کو گلے لگانے سے ڈرتے ہیں۔ یعنی جہاد کا راستہ انہوں نے چھوڑ دیا ہے لہٰذا ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ جیسے کسی تیز آبی ریلے کے اوپر کچھ گھاس پھوس اور جھاگ جھنکاڑ ہوتا ہے جو ریلے کے ساتھ بہتا چلا جاتا ہے۔ یعنی اس کی اپنی کوئی مزاحمت نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ اُمت جس کو خیر اُمت کہا گیا تھا اور جو منصب امامت پر فائز کی گئی تھی وہ آج اقوام عالم کے لیے آسان ہدف بنی ہوئی ہے۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ نے اُمت کی اسی حالت کو یوں بیان کیا:

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

اُمت کی یہ حالت کافی عرصہ سے ہے۔ پہلے

کلونیل طاقتوں نے اپنے براہِ راست شکنجے گاڑھے ہوئے تھے۔ پھر اللہ نے کچھ مجددین کو توفیق دی جنہوں نے اُمت کی اس حالت کو دیکھا تو انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوا۔ ان میں علامہ اقبال سب سے نمایاں ہیں۔ انہوں نے پھر امت کی حدی خوانی کی اور خوب کی۔ طلوعِ اسلام جیسی نظم لکھی تو امت کے تن مردہ میں گویا ایک حرارت پیدا ہوگئی، اس کے اندر نیا خون دوڑ گیا۔ پھر حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام لکھا۔ یہ بڑے باصلاحیت لوگ تھے جن کے پاس دنیا میں کرنے کے اور بھی بہت سے کام تھے لیکن اُمت کی اس زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے ایسی ایسی تحریریں لکھیں کہ اُمت کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا جس کے نتیجے میں باطل کا شکنجہ ذرا کمزور ہوا اور مسلمانوں کو آزادی کی فضا میں سانس لینے کا موقع مل گیا لیکن ریلیز کا یہ جو پیریڈ آیا یہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکا۔ زیادہ سے زیادہ ستر اسی نوے برس مسلمان ملکوں کو آزادیاں ملیں۔ لیکن دیکھتے دیکھتے حالات پھر بدل گئے۔ اب تو نائن الیون کے بعد سے عالم اسلام کی جو حالت ہے اس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ بہرکیف خیرِ امت کی اس وقت جو صورتِ حال ہے اس کے حوالے سے فخرالدین عراقی کا شعر بہت اہم ہے۔

نہ شود نصیبِ دشمن، کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت، کہ تو خنجر آزمائی

کسی دشمن کا نصیب کہاں کہ تیری تلوار سے ہلاک ہو، دوستوں کے سر سلامت رہیں تو خنجر آزمائی جاری رکھ۔ سچے مسلمان وہ ہیں جو اللہ کے دوست ہیں، جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ عہدِ وفاداری استوار رکھتے ہیں بس اللہ ان سے کچھ اور چاہتا ہے۔ کہیں ایسا معاملہ ہے کہ اللہ ان سے شہادتیں، ان کے خون کے نذرانے چاہتا ہے کہ وہ دیتے چلے جائیں۔ اسی لیے اس اُمت کو یہ اعزاز دیا گیا کہ:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ’’تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے‘‘ (آل عمران: 110)

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس اُمت کو بہترین اُمت صرف اس وجہ سے قرار دیا گیا ہے کہ اسے مبعوث ہی اس لیے کیا گیا ہے تاکہ یہ لوگوں کو نیکی اور حق کی دعوت دیں اور برائیوں سے روکیں۔ اگر یہ وصف اُمت میں ہوگا تو وہ بہترین اُمت کہلائے گی۔ پھر آگے فرمایا:

﴿وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ ’’اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔‘‘

اللہ پر ایمان کا ہم دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن یہاں اللہ پر ایمان سے مراد یقینِ قلبی ہے۔ زبانی دعویٰ مراد نہیں ہے اور اللہ پر ایمان سے مراد اللہ کو ہی اپنا واحد رب، خالق اور مالک سمجھنا ہے۔ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایمان باللہ کی اس شان کے بغیر ہے تو وہ خالی دعویٰ ہے۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا گیا کہ:

’’کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟‘‘ (البقرۃ: 44)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اُمت کی ذمہ داری ہے لیکن یہ ذمہ داری یقینِ قلبی کے ساتھ درکار ہے۔ وعظ سے دعوے تو بلند بانگ اٹھیں گے اور ایمان سے خالی کھوکھلے سینوں سے بہت سی باتیں بھی نکلیں گی لیکن نہ ان باتوں کے اندر کوئی اثر ہوگا نہ ہی وہ جا کر کسی ہدف پر لگنے والی ہیں۔ امر بالمعروف کا مطلب ہے بھلی بات کا حکم دینا اور سب سے بھلی بات اللہ کی وحدانیت، رسول ﷺ کی رسالت اور بعث بعد الموت، یعنی ایمان بالآخرت کی دعوت دینا ہے۔ یہ سب سے بھلی بات ہے۔ اس لیے کہ اس کے بغیر انسان اس دنیا میں جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ لہٰذا انسانوں کو اللہ کی بندگی، اللہ کی اطاعت کی دعوت دینا اس اُمت کی ذمہ داری ہے۔ دوسری طرف دنیا کفر، الحاد، معصیت اور ظلم سے بھری پڑی ہے، اس کے خلاف بولنے والا آخری رسول ﷺ کے بعد

پریس ریلیز 13 ستمبر 2019ء

صدر ٹرمپ نے مذاکرات منسوخ کر کے ثابت کیا کہ افغان امن منصوبہ محض ایک دھوکہ تھا

حافظ عاکف سعید

صدر ٹرمپ نے مذاکرات منسوخ کر کے ثابت کیا کہ افغان امن منصوبہ محض ایک دھوکہ تھا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ قطر میں امریکہ اور افغان طالبان کے مابین طویل مذاکرات کو یکلخت منسوخ کر دینا ثابت کرتا ہے کہ امریکہ نے مذاکرات کا ڈھونگ دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے رچایا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ امریکہ کبھی بھی امن کا خواہش مند نہیں تھا۔ کبھی وہ عراق کے حوالے سے جھوٹا الزام تراش کر کے حملہ آور ہوتا ہے اور کبھی افغانستان کی اسلامی حکومت کو نیست و نابود کرنے کے لیے نائن الیون کا ڈھونگ رچاتا ہے اور لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ مذاکرات اُس وقت منسوخ کیے گئے جب تنازعۂ کشمیر کی وجہ سے پاک بھارت کشیدگی عروج پر تھی۔ درحقیقت پاکستان کو یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ امریکہ پورے طور پر بھارتی وزیراعظم جنونی مودی کی پشت پر کھڑا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ آر ایس ایس کے متعدد رہنما جس طرح بھارتی مسلمانوں اور عیسائیوں کے خاتمے کی باتیں کھلم کھلا کر رہے ہیں اس پس منظر میں بھارت کے بعض علماء کا یہ بیان کہ بھارت میں مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہیں، محلِ نظر ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس وقت امتِ مسلمہ کے اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔ اغیار کے حملوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی وفاداری کو اپنا شعار بنائیں۔ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر اللہ کی کتاب کو اپنا امام بنائیں اور حضور ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں۔ صرف اِسی صورت میں امت مسلمہ موجودہ مشکل حالات کے گرداب سے نکل سکتی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اب دنیا میں کوئی نہیں ہے لہٰذا اس کام کے لیے بھی اس اُمت کو مبعوث کیا گیا۔ یعنی تمہیں خیر اُمت کے منصب پر اسی لیے بٹھایا ہے کہ تم حق بات کو حق کہو، ناحق کو ناحق کہو، جہاں ممکن ہو بزورِ بازو، بزورِ شمشیر معصیت کو روکو، جہاں تمہارے پاس قوت نہیں ہے، کمزور ہو تو وہاں زبان کا استعمال کرو اور اگر ایسا محسوس ہو کہ زبانیں بھی کاٹ دی جائیں گی تو کم سے کم ان معصیتوں پر، ظلم و ناانصافی پر، ناحق عمل اور رویے پر تمہارے دل میں ایک کڑھن تو ضرور پیدا ہو۔ لیکن اگر معاشرے میں پھیلتی برائیوں کو دیکھ کر بھی تم دل میں برا محسوس نہیں کرتے تو پھر تمہارا ایمان کا دعویٰ کھوکھلا ہے۔

معلوم ہوا کہ خیر امت کے منصب کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہم ذمہ داری سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے''(البقرہ:143)

وسط کے اندر یہ مفہوم بھی موجود ہے کہ یہ امت واسطہ ہے۔ اس امت کے ماننے والے رسول اللہ ﷺ اور رہتی دنیا کے انسانوں کے درمیان ایک واسطہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ امت وسط ہے۔ اللہ نے یہ کس لیے کیا؟

﴿لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ ''تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔''(البقرہ:143)

یہاں شہادت سے مراد وہ گواہی ہے جو یہود چھپا گئے تھے۔ قرآن مجید نے اس معاملے پر یہود کے اوپر بہت سخت کریک ڈاؤن کیا ہے۔ ان کے بڑے جرموں میں سے بڑا جرم یہ بتایا گیا کہ وہ کتمان حق کے مرتکب ہوئے۔ انہوں نے حق کی گواہی چھپائی اور سب سے بڑی گواہی جو انہوں نے چھپائی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا بحیثیت آخری رسول مبعوث ہونا تھا۔ ان کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی تھی۔ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں سے عہد و پیمان لیے تھے کہ جب آخری نبی ﷺ آئیں گے تو تم ان پر ایمان لے آنا۔ لیکن یہود نے عین وقت پر اس گواہی کو چھپا دیا۔ اسی طرح انہوں نے اللہ کی کبریائی اور اللہ کی توحید کی گواہی کو بھی چھپایا، اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے شروع کر دیے۔ جیسا کہ یہود کے بارے میں فرمایا:

''اور یہود نے کہا (عقیدہ گھڑ لیا) کہ عزیرؑ اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا (عقیدہ گھڑ لیا) کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ نقل کر رہے ہیں ان لوگوں کی باتوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے پہلے۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں سے بہکائے گئے ہیں!''(التوبہ:30)

پھر دین میں تحریف کر دی، حلال کو حرام، حرام کو حلال کر دیا۔ پھر لوگوں کو ہدایت دینے کا منصب ادا کرنے کی بجائے دنیا داری میں پڑ گئے اور صبح و شام صرف دنیا کمانے کی فکر میں لگ گئے۔ یہ کوئی چھوٹا جرم نہیں تھا بلکہ انہوں نے اپنے اس منصب سے روگردانی کی تھی جو انہیں عطا کیا گیا تھا۔ فرمایا:

''اے یعقوب کی اولاد! یاد کرو میرے اُس انعام کو جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے تمہیں فضیلت عطا کی تمام جہانوں پر۔''(البقرہ:47)

جب انسانیت کے ساتھ یہ عظیم سانحہ رونما ہو گیا کہ وہ اُمت جو اللہ نے ایک خاص منصب پر فائز کی تھی اور اس کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ دنیا میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں گے، یعنی حق کی گواہی دیں گے، صراط مستقیم پر خود بھی رہیں گے اور دوسروں کی بھی راہنمائی کا فریضہ ادا کریں گے اور اللہ کی امانت کو چھپائیں گے نہیں بلکہ ادا کریں گے لیکن وہ اُمت اپنے اس فرض سے غافل ہو گئی اور کچھ اور ہی کاموں میں اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو صرف کرنا شروع کر دیا تو اللہ نے اس اُمت کو مسترد کر دیا اور انسانیت کی راہنمائی کے لیے ایک نئی اُمت کو مبعوث کیا گیا۔ اس لیے کہ انسانیت کی راہنمائی کی ضرورت تو ابھی باقی تھی۔ اللہ چاہتا ہے کہ کوئی انسان بھی جہنم میں نہ جائے، ہر شخص راہ ہدایت کا پتہ پالے:

''یہ رسولؐ (بھیجے گئے) بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت (دلیل) رسولوں کے آنے کے بعد۔ اور اللہ زبردست ہے' حکمت والا ہے۔''(النساء:165)

تاکہ کوئی یہ کہنے والا نہ رہے کہ اے اللہ! تو نے مجھے دنیا میں بھیجا تھا لیکن مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا تھا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ تو کن باتوں سے خوش ہوتا تھا اور کن باتوں سے ناراض ہوتا تھا۔ میں نے تو اپنی ہی من مانی زندگی بسر کر دی۔ مجھے پتا نہیں تھا اس لیے میں قصوروار نہیں ہوں۔ میرے پاس ایک دلیل موجود ہے۔ اللہ نے اس عذر کو ختم کرنے کے لیے انبیاء و رسل بھیجے تاکہ ہر شخص کے سامنے حق بات واضح ہو جائے اور انبیاء و رسل آخرت میں گواہ بن جائیں۔ اسی شہادت علی الناس کی ذمہ داری پر پہلے بنی اسرائیل فائز تھے۔ پھر جب انہوں نے اس ذمہ داری کو چھوڑا تو بہت بڑے مجرم ٹھہرے۔ پھر نبی آخر الزماں ﷺ جن کا وعدہ تھا اللہ نے انہیں (ﷺ) بھیج دیا اور آپ ﷺ نے تمام گمراہیوں کے دبیز پردے چاک کر دیے، توحید کا پیغام عام کر دیا، عدل و انصاف کے پیمانے کھول کھول کر بتا دیے۔ اخلاق کے معیارات اپنے عمل سے، اپنے قول سے خوب واضح کر دیے۔ یہ اللہ کی طرف سے انسانیت کے لیے بہت بڑی رحمت تھی کہ اللہ نے بنی نوع انسان کی اس قدر بڑی ضرورت کو پورا کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت کو شہادت علی الناس کے اس عظیم ترین فریضہ کے لیے منتخب کیا گیا تاکہ وہ لوگوں کو حق اور صراط مستقیم کی راہ دکھا کر آخرت کے لیے گواہ بن جائیں۔

یہاں پر شہید کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ شہید کا لفظی مطلب ہے اللہ کی راہ میں جان دے دینے والا۔ لیکن اصل میں شہید کا مفہوم ہے گواہی دینے والا اور شہادت علی الناس کا مطلب ہے لوگوں پر گواہی دینا۔ اس امت کو یہ منصب دیا گیا کہ اب تم صراط مستقیم کے وارث ہو، تم اللہ کے پیغام کے علمبردار ہو، اب تم نے دنیا کے ہر علاقے میں اللہ کے دین کی گواہی دینی ہے، لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا ہے تاکہ روزِ محشر کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جسے شہادت علی الناس کی ذمہ داری کہتے ہیں۔ اگر زبان سے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو زبان سے ادا کی جائے۔ اپنے عمل سے، اپنے کردار سے، اپنے اخلاق سے اس ذمہ داری کو ادا کیا جائے اور پھر اگر کہیں میدان جنگ میں حق پر گواہی دینے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو بندہ مومن اس سے پیچھے نہ ہٹے۔ یہ ہے قرآن کا فلسفہ شہادت۔ آج اگر امت کی یہ زبوں حالی ہے تو اس کا اصل سبب یہ ہے کہ سابقہ اُمتوں کی طرح یہ اُمت بھی اس ذمہ داری کو ادا کرنے سے غافل ہو گئی ہے۔ اگر اس اُمت کا متعدد بہ حصہ یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گا تو اسی طرح اسے مار پڑتی رہے گی۔ یہ حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے اور روزِ محشر اللہ کے ہاں جواب دہی اور زیادہ مشکل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کو سمجھنے اور اس کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

خطاب بہ جاوید

19

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

63 شیوۂ اخلاص را محکم بگیر	پاک شو از خوف سلطان و امیر

(عزیزم! جان پدر!) تو اخلاص کے طریقے کو (اختیار کر اور) مضبوطی سے پکڑ اور ماحول کے دیوہیکل خوف دلانے والی چیزوں (ناگہانی حادثات، سورج چاند وغیرہ) اور سلطان و امیر (وقت کے حاکموں یعنی فرعونوں اور نمرودوں اور عالمی صیہونی سپر طاقتوں) سے بے خوف ہوجا

64 عدل در قہر و رضا از کف مدہ	قصد در فقر و غنا از کف مدہ

(خودی کی معرفت حاصل ہوجانے کے بعد عقل انسانی کمالاتِ انسانی کا ایک منبع ہے عقل کا تقاضا ہے کہ) کسی سے بےزاری (انتہائی غصہ) اور پسندیدگی (رضا) دونوں حالتوں میں انصاف کے تقاضوں کو پامال مت کرو نیز وسائل کے کم یا وافر ہونے میں 'میانہ روی' کا انداز (LIFE STYLE) ہاتھ سے مت جانے دو

65 حکم دشوار است؟ تاویلے مجو	جز بقلبِ خویش قندیلے مجو

حق (خداشناسی اور خود شناسی) کا تقاضا چاہے مشکل ہو اس کو پورا کرو اور اس کی تاویل مت کرو اور حق کے راستے پر چلتے ہوئے اپنی خودی اور ضمیر (CONSCIENCE) کے علاوہ کوئی چراغ (راہنما) نہ ڈھونڈو

63۔ عزیزم! تو اگرچہ مغربی جامعات میں وقت گزار رہا ہے اور وہاں کے ماحول میں سانس لے رہا ہے تاہم میری تجھے نصیحت ہے کہ 'اخلاص' یا اللہ تعالیٰ کے ماننے میں توحید اور یکسوئی کا التزام اختیار کر اور جدید فلسفوں سے دور رہ، نہ ہی جاہلیتِ جدیدہ سے متاثر ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خلوص سے اطاعت ومحبت کا رشتہ قائم رکھ۔ اس طرح تو عصرِ حاضر کے ان نظریاتی بتوں (اصنام) اور ان کے جاہل پیروکاروں سے دور رہنے میں کامیاب ہوجائے گا اور وقت کے فرعونوں اور نمرودوں (میر و سلطان) اور صیہونی عالمی سپر طاقتوں کے دامِ ضلالت وتہذیبی چکاچوند سے دامن چھڑا لے گا۔ آج کا انسان اسباب پر بھروسا کرنے اور خالقِ کائنات (وجودِ مطلق) کو نظرانداز کرنے میں ہزار سال قبل کی جاہلیت سے زیادہ نقصان دہ ہے اس لیے آج یہ جاہلیت منظم ومدلل فلسفوں کی شکل میں سامنے آرہی ہے۔

64۔ عزیزم! مغرب کے لوگ جب سپین کی جامعات سے پڑھ کر لوٹتے تھے تو مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کی برکات سے حقیقت انسان سے بہرہ ور ہوتے تھے اس لیے اس دور میں اور اس کے بعد کئی صدیاں مغرب میں بھی ضمیر اور CONSCIENCE کے الفاظ عام مستعمل تھے مگر اب یہ ذہنیت صیہونی استعمار کی بالادستی کی وجہ سے روبہ زوال ہے اور جلد ہی نیکی، بدی، ضمیر وغیرہ کے الفاظ آپ کو زندگی کا حصہ نظر نہیں آئیں گے۔ تو اسلام کے عادلانہ تصورات اور مسلم معاشرہ کی 'اُمت وسط' کی کیفیات کا امین ہے لہٰذا مغربی تہذیب میں رہتے ہوئے بھی غصے اور دوستی دونوں حالتوں میں مقامِ 'عدل' کو ہاتھ سے مت جانے دو اور اسی طرح معاشی لحاظ سے بھی فقر وغنا کے مابین عدل یا اعتدال جسے قصد کہتے ہیں مت چھوڑو تاکہ تم اپنے پیغمبر ﷺ کے راستے پر رہ سکو۔ 1

65۔ حق (خداشناسی اور خود شناسی) کا تقاضا بعض اوقات انسان کے لیے نبھانا مشکل ہوتا ہے اور عقل اور عشق میں بحث کھڑی ہوجاتی ہے مگر جذبہ صادق ہو اور ایمانِ حقیقی کی چاشنی سے انسان بہرہ ور ہو تو جذبہ غالب آنا چاہیے اور ہر حال میں حق کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ بقول اقبال ع عقل عیار ہے، سو بھیس بنا لیتی ہے۔ عقل ایسے حالات میں 'تاویل' کا مشورہ دیتی ہے اور 'SAFETY FIRST' کی پالیسی پر کاربند ہوکر جان و مال بچانے کی پالیسی سکھاتی ہے تاہم ایمان اور عشق کے تقاضے کچھ اور ہیں یہ تقاضے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہر حال میں وفاداری کا سبق دیتے ہیں۔ بقول اقبال

ے بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

ے کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

1 حدیثِ رسول ﷺ میں ان باتوں کا یوں تذکرہ کیا گیا ہے:

((أَمَرَنِي رَبِّي بِتِسْعٍ: خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضٰى، وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى))

.... (مشکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ)

''میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے: اللہ سے ڈرنے کا تنہائی میں بھی اور علانیہ بھی، اور انصاف کی بات کہنے کا غصہ میں بھی اور خوشی میں بھی، اور میانہ روی اختیار کرنے کا فقیری میں بھی اور امیری میں بھی، ......''

مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اگرچہ حکومت پاکستان نے بہت کچھ کیا ہے لیکن بہت سے کام ایسے ہیں جن کو کرنے میں حکومت لیت ولعل سے کام لے رہی ہے: آصف حمید

جغرافیائی لحاظ سے کشمیر اتنا اہم ہے کہ اگر انڈیا اسے مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کرلے گا تو پھر پاکستان کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی: ڈاکٹر محمد حسیب اسلم

مسئلہ کشمیر اور اُمت مسلمہ کی بے حسی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاکستانی حکومت اور عوام کا مسئلہ کشمیر پر ردعمل کافی ہے یا انہیں اس سے بڑھ کر مزید اقدامات کرنے چاہئیں؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: مسئلہ کشمیر کو سمجھنے کے لیے کشمیر کا جغرافیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کشمیر ایشیا کے بالکل وسط میں اور برصغیر کے شمال میں واقع ہے۔ اس کو ایشیا کا دل اور برصغیر کا تاج کہا جاتا ہے۔ اس کے شمال میں چائنہ ایک ابھرتی ہوئی عالمی طاقت ہے۔ مغرب میں افغانستان ہے جو عالمی طاقتوں کا قبرستان ہے۔ اس کے جنوب مغرب میں پاکستان ہے جو اس کو اپنی شہ رگ کہتا ہے۔ اس کے جنوب میں بھارت ہے جو اسے اپنا اٹوٹ انگ کہتا ہے۔ اس کے مشرق میں تبت ہے۔ گویا جغرافیائی لحاظ سے کشمیر اتنا اہم ہے کہ پاکستان اور انڈیا کے لیے زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ اگر اس کو انڈیا مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کرلے گا تو پھر پاکستان کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی اور اگر اس کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہو جاتا ہے تو پھر انڈیا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اس لحاظ سے یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ اس کے لیے جتنی کوششیں پاکستان کی طرف سے ہونی چاہئیں وہ نہیں ہو رہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جذباتی ردعمل آرہا ہے اور جذبات ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ دنیا کے کسی حصہ میں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو تو ہماری ہمدردی ان سے مذہبی بنیاد پر ہوتی ہے۔ لیکن یہاں تو مذہبی اور قومی دونوں ایشوز جڑے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں کشمیر کے حوالے سے ایک قومی جذبے کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ یہ جذبہ بہت اہم ہے جو کسی نہ کسی طرح اپنا ردعمل دے رہا ہے۔ لیکن بہتری کی گنجائش ہر جگہ ہوتی ہے اور ہمارا اس حوالے سے عوامی اور حکومتی سطح پر اپنے جذبات کو صحیح راہ عمل دینا ابھی باقی ہے۔ حکومت کی سطح پر کرنے کے جو کام ہیں اس حوالے سے امیر تنظیم اسلامی نے میڈیا کے ذریعے حکومت کو بہترین پیغام دیا ہے کہ ہمیں لانگ ٹرم اور شارٹ ٹرم کون کون سی چیزیں کرنی چاہئیں۔ یہ کہ حکومت فوری طور پر بھارت کا راستہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

بند کرے، سفارتی تعلقات مکمل منقطع کرے اور عوام کو ٹریننگ دے۔ بہر حال عوام اور حکومت دونوں کو اس میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہمیں کسی ایک فریق کو مکمل طور پر اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ عوام کو سمجھنا چاہیے کہ جذبات اور نعرے اپنی جگہ پر ہیں۔ اگر ہم واقعی جنگ کرنا چاہتے ہیں تو کیا ہم جنگ کے لیے تیار ہیں؟ مثال کے طور پر پیٹرول تھوڑا سا مہنگا ہو جائے یا کوئی مسئلہ ہو جائے تو کیا ہم یہ سب قربانیاں دینے کے لیے تیار بیٹھے ہیں؟ اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ کشمیر آزاد ہو اور اس کے لیے ہم جنگ کرنا چاہتے ہیں تو پھر سوچ لیں کہ جنگ کے بعد ہوتا کیا ہے۔ یعنی جتنی قربانیاں جنگ مانگتی ہے اتنی قربانیوں کے لیے قوم کو تیار ہونا چاہیے۔ قوم کا جذبہ اپنی جگہ لیکن اس جذبے کو راہ عمل اور شعور دینے کے لیے ابھی کافی کچھ کرنا ہوگا۔

سوال: مقبوضہ کشمیر میں کرفیو ہے اور حالات بہت خراب ہیں جبکہ دوسری طرف مسلم ممالک اس حوالے سے غفلت کا شکار ہیں۔ یہ خلا کیسے پر ہوگا؟

آصف حمید: اس وقت پاکستانی قوم اور حکومت جو کام کر رہی ہیں ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پاکستانی قوم باہر سڑکوں پر نکل کر احتجاج کر رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوامی اور حکومتی سطح پر تمام دنیوی قواعد کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت پاکستان نے بھی بہت کچھ کیا ہے جس کی ہم تعریف کرتے ہیں لیکن بہت سے کام ایسے ہیں جن کو کرنے میں حکومت لیت ولعل سے کام لے رہی ہے۔ جیسا کہ ابھی تک بھارت کا ہوائی راستہ بند نہیں کیا گیا۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس حوالے سے انٹرنیشنل قوانین کی خلاف ورزی کا خدشہ ہے۔ حالانکہ سعودی عرب نے قطر کا ہوائی راستہ بند کر دیا تھا تو اس وقت عالمی قوانین نہیں تھے؟ پھر انڈیا کون سے عالمی قوانین کا احترام کرتا ہے؟ جب کرنے کی نیت ہو تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری طرف سے جنگ سے کم تر درجے میں جو اقدامات کیے جانے چاہیے تھے وہ ابھی تک نہیں ہو رہے۔ قرآن مجید کا اصول یہ ہے کہ جب کوئی قوم مسلمانوں سے معاہدہ توڑے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان معاہدوں کو اس قوم یا ملک کے منہ پر دے ماریں۔ چونکہ بھارت اپنی طرف سے تمام معاہدے توڑ چکا ہے لہٰذا پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ اس سے سفارتی تعلقات ختم کر دے۔ اس کے بعد بھارت کے ہوائی راستے بھی بند کر دیے جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پاکستان کا نقصان ہوگا لیکن اپنے نظریاتی تشخص کے لیے یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ اگر ہندو توا ایک دہشت گرد نظریہ پر کھڑا ہے تو اس کی مخالفت ہمارا نظریاتی فرض ہے۔ عجیب بات ہے کہ نریندر مودی کے عرب اور دوسرے

مسلم ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں لیکن پاکستان اور ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ اس کا رویہ بہت خوفناک ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے اس خطہ کے مسلمان ہندوتوا کے برعکس اپنا ایک نظریہ رکھتے ہیں اور اسی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا۔اس دوقومی نظریہ کو دبانے کی بہت کوششیں ہوئیں، خاص طور پر پچھلی حکومتوں میں تو اس حوالے سے بہت موثر کوششیں ہوئی ہیں، اس کے لیے باقاعدہ فنڈنگ ہوئی اور مختلف ٹی وی چینلز نے امن کی آشا کے نام پر بہت کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کا یہ دوقومی نظریہ دب جائے۔لہٰذا یہ نظریہ کی جنگ ہے اور اس ضمن میں پاکستان کو وہ سب اقدامات کرنے چاہئیں جو وقت کا تقاضا ہیں۔انڈیا کے ساتھ جو بھی معاہدات ہیں ان کو ختم کرنے کا اعلان کیا جائے اور اس کے بعد مجاہدین جس طرح پہلے جاتے تھے' اسی طرح اب بھی جائیں۔یعنی ہمیں کشمیری اور بھارتی مسلمانوں کی دامے درمے سخنے مدد کرنی چاہیے۔وہاں جہاد شروع ہونا چاہیے۔میں سمجھتا ہوں کہ اب وہاں جہاد افغانستان کی طرح کا ہوگا۔جہاں تک اُمت مسلمہ کی خاموشی کا تعلق ہے تو اصل بات نظریہ کی ہوتی ہے۔عرب ممالک حکومت اسلامیہ ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔وہاں اسلام ایک مذہب کے طور پر تو ہے لیکن اسلام ایک دین، نظام کے طور پر کہیں موجود نہیں اور نہ ہی اس کو اختیار کرنے کی کوشش کہیں پر بھی نظر آتی ہے۔جبکہ پاکستان کے دستور میں اسلامی شقیں موجود ہیں لہٰذا پاکستان کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔پھر اسرائیل پاکستان کو اپنے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔1967ء میں جب عرب اسرائیل جنگ ہوئی تھی تو اسرائیل نے عربوں کو شکست دی تھی اور پھر اس فتح کا جشن فرانس میں منایا گیا۔وہاں اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ اب ہمیں کسی عرب ملک سے کوئی خطرہ نہیں البتہ ہمیں پاکستان سے خطرہ ہے۔حالانکہ اس وقت پاکستان ایٹمی طاقت نہیں بنا تھا۔یہودی بہت چالاک قوم ہے۔ان کو پتا ہے کہ اب ان کا سامنا کس قوم سے ہوگا۔اسی لیے تو قرآن مجید نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔البتہ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتا ہے۔''(البقرہ:146)

وہ جانتے بوجھتے آپ ﷺ کی مخالفت کرتے تھے۔اسی طرح آج بھی ان کو پتا ہے کہ پاکستان ایسے ہی وجود میں نہیں آ گیا بلکہ وہ ایک معجزہ ہے۔اسی لیے تو بھارت کے پیچھے اسرائیل اور امریکہ دونوں ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیار اور اس کی عسکری قوت کو کمزور کیا جائے تاکہ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔عرب ممالک میں اب کوئی غیرت وحمیت نہیں رہی۔وہ تو اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے لائن میں لگے ہوئے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''عرب کے لیے تباہی ہے اس شر کی وجہ سے جو ان کے قریب پہنچ چکا ہے''۔ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے

مسلمان اگر حقیقی مسلمان بنیں تو وہ اس دنیا کے امام ہیں اور اگر وہ دل و جان سے مسلمان نہیں تو اس پوری دنیا کی خرابی کی اصل وجہ بھی وہی ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے سزا بھی بڑی سخت ہے۔

عذاب کا کوڑا سب سے پہلے عربوں پر برسے گا۔اس لیے کہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا تھا لیکن انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور آج واقعی وہ جس طرح مغرب اور مغربی تہذیب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اس سے لگتا یہی ہے کہ وہاں بہت جلد حالات خراب ہوجائیں گے بلکہ بہت سے عرب ممالک میں حالات خراب ہو چکے ہیں۔دوسرے نمبر پر پاکستان کی باری ہے۔کیونکہ پاکستان بھی اسلام کے نام پر بنا۔یہ ملک دعائیں مانگ مانگ کر لیا گیا تھا کہ اے اللہ! ہمیں ایک خطہ زمین عطا کر جہاں ہم تیرے دین کو نافذ کریں۔قائداعظم اور علامہ اقبال نے یہی کہا۔لہٰذا ہمیں اگر اس انجام سے بچنا ہے جس سے عرب دوچار ہونے والے ہیں تو ہمیں واپس اس مقصد کی طرف لوٹنا پڑے گا جس کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔تاہم پاکستان اگر بچا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید اللہ اس سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔شاید پاکستان ہی دنیا میں واحد مسلم ملک ہے جو مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے۔جیسا کہ پہلے بھی جب افغانستان میں روس آیا تھا تو پاکستان نے افغانیوں کی مدد کی تھی اور بیس لاکھ سے زائد افغانیوں کو اپنے ملک میں پناہ دی جو ابھی تک یہاں موجود ہیں۔اب بھی کشمیریوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے تو سب سے زیادہ درد ہمیں ہی ہو رہا ہے۔اس لیے کہ اس ملک اور اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے ایسا سنسر رکھا ہوا ہے کہ دنیا میں جہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہوتا ہے تو یہاں کے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔لہٰذا اس ملک کا بننا خاص ہے لیکن اس قوم کو اپنی عظمت کا اندازہ نہیں ہے۔اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے مقصد کے لیے پیدا کیا تھا اور ان کو اسلام کے نام پر جوڑا تھا۔بدقسمتی سے ہم وہ چیزیں بھول چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم چھوٹے چھوٹے عذابوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

سوال:اس وقت پاکستان سمیت پوری دنیا میں مسلمانوں کی حالت بہت ابتر ہے۔اس کی کیا وجہ ہے اور اس صورتحال سے چھٹکارا کیسے ہوگا؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم:مسلمانوں کی حالت الطاف حسین حالی کے شعر کے مصداق ہے کہ؎

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

علامہ اقبال کی نظم شکوہ میں مسلمانوں کی ابتر حالت کو بہت عمدہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔واقعتاً ایسا ہی ہے کہ جہاں بھی خون بہتا ہے تو بیچارے مسلمانوں کا بہتا ہے۔اس کی وجہ جواب شکوہ میں واضح کی گئی۔نظریاتی طور پر دیکھیں تو مسلمان وہ ہے جو دنیا میں اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والا ہے۔اللہ اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہی یہ ہے کہ آپ ؐ پوری انسانیت کے لیے ہادی و راہبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔اب ان کے ماننے والوں کی صورتحال ابتر ہے تو یہ ایک بڑا المیہ ہے۔سوچنا پڑے گا کہ ایسا کیوں ہے؟ مسلمان اگر صحیح مسلمان بنیں تو وہ اس دنیا کے امام ہیں اور اگر وہ صحیح مسلمان نہ بنیں تو اس پوری دنیا کی خرابی کی اصل وجہ بھی وہی ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے سزا بھی بڑی سخت ہے۔جس طرح پچھلی امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾ ''اور ان پر ذلت وخواری اور محتاجی وکم ہمتی تھوپ دی گئی۔''(البقرۃ:61)

آصف حمید:امت میں وحدت تب آئے گی جب خلافت کا دور دوبارہ آئے گا لیکن اب عالمی طاقتوں نے داعش جیسے گروہ پیدا کر کے خلافت کو اتنا بدنام کر دیا ہے کہ لوگ خلافت کا نام لینے سے ڈرتے ہیں۔لیکن انفرادی طور

پر ہر مسلمان مومن بننے کی کوشش کر سکتا ہے تا کہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکے۔ مومن کی کیا تعریف ہے:

’’مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر‘ پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔‘‘ (الحجرات:15)

ہمیں انفرادی طور پر اس حوالے سے آغاز کرنا ہوگا کہ ایک گھر، ایک محلہ، ایک معاشرہ سب اللہ کی جناب میں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ جیسے قوم یونس نے توبہ کی تھی اور عذاب ان سے ٹلا تھا اسی طرح تمام مسلمانوں کو اللہ کی طرف لوٹنا ہوگا۔ لیکن مسلمان ممالک میں سود عام ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے۔ ہماری ریاست مدینہ والی حکومت نے سود پر ریٹ بڑھا دیے ہیں۔ یہ ہمارا دوغلہ پن ہے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: مسلمانوں کو ایک بات سمجھنی ہوگی کہ اسلام صرف مذہب نہیں ہے جیسے دوسرے مذاہب ہیں کہ چپ کر کے بیٹھتے ہیں، نہ ان میں دنیا پر غلبہ کی جدوجہد ہے اور نہ ان پر ظلم ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کا یہ معاملہ نہیں ہے کیونکہ اسلام ایک دین ہے جو دنیا پر اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ مسلمان آخرت میں اُسی صورت میں سرخرو ہو سکتے ہیں جب وہ دنیا میں اس دین کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں گے۔ لیکن ایسا نہیں کہ دین کو چھوڑ کر دنیا میں سزا نہیں ملے گی بلکہ دنیا اور آخرت دونوں میں ان کی سخت پکڑ ہوگی۔ یہ پوری زمین اللہ کی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری زمین پر حکمرانی کا حق مسلمانوں کا ہے۔ لیکن ان کی حکمرانی کیسے ہوگی؟ ظاہر ہے صرف اسی صورت میں ہوگی کہ یہ دین کے غلبہ کی جدوجہد کریں گے۔ یہی کام مسلمانوں نے آج چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف ہندو توا کا نظریہ پورے زور و شور کے ساتھ پروان چڑھایا جا رہا ہے جس کے مطابق یہاں صرف ہندوؤں کے رہنے کا حق ہے۔ اگر ہم کہہ رہے ہیں کہ دنیا پر حکمرانی کا حق صرف مسلمانوں کا ہے تو اس میں فرق ہے۔ دنیا پر حکمرانی کا حق ان کا ہے جو مومن ہیں، جو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین کا رب ہے، وہ مانتے ہیں کہ یا ایھا الناس قرآن کی ایک بنیادی پکار ہے یعنی قرآن پوری انسانیت کے لیے ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ لا اکراہ فی الدین کے تحت کسی کو زبردستی اسلام میں داخل نہیں کیا جا سکتا اور مسلمانوں کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ مسلمانوں نے چاہے جیسا ہی برے سے برا کام کیوں نہ کیا ہو لیکن کبھی کسی کو زبردستی اسلام میں نہیں لائے جبکہ دوسرے مذاہب بالخصوص ہندوتوا والے تو زبردستی مسلمانوں کو ہندو بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ پھر مسلمان دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام کرتے ہیں۔ بہرحال ایسے مومن کا اگر آپ اپنے ذہن میں نقشہ بنائیں تو وہ پوری انسانیت کے لیے ایک رحمت ہوگا۔ اگر ایسے مومنوں کی دنیا پر حکمرانی قائم ہوگی تو اللہ کا اس دھرتی پر مقصد پورا ہوگا۔ اگر مسلمان دنیا میں اللہ کا مقصد پورا کریں گے تو دنیا میں بھی فاتح رہیں گے اور آخرت میں بھی سرخرو ہو جائیں گے۔ اور اگر اس کے خلاف کریں گے تو پھر ان کے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو تاتاریوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔

سوال: پاکستان پچھلی چار دہائیوں سے مسلسل زوال کی طرف گامزن ہے۔ اس سے نکلنے کے لیے پاکستان کو کیا کرنا ہوگا؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ پاکستان کیسے بنا تھا۔ پاکستان ایک معجزہ کے طور پر بنا تھا۔ یعنی ہماری ان دعاؤں اور ہمارے دوقومی نظریے کے جذبے کی وجہ سے اللہ نے ہمیں پاکستان عطا کیا تھا۔ ہم نے اللہ سے وعدے کیے تھے کہ اے اللہ! ہمیں ایک خطۂ زمین عطا کر جہاں ہم تیرے دین کو نافذ کریں گے۔ اب اگر ہم اس وعدے کے مطابق عمل کریں گے اور اس کو پورا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں معجزاتی طور بچائے گا۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ابھی تک بچایا ہے۔ اس وقت پاکستان کے جتنے بھی مسائل ہیں وہ اس وعدے سے پھرنے کے نتیجے میں ہیں۔ مسئلہ کشمیر بھی قیام پاکستان کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا اور یہ برصغیر کی تقسیم کا ایک نامکمل ایجنڈا ہے جو ابھی مکمل ہونا ہے۔ آج اگر ہم وہ وعدے پورے کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس تقسیم کو نہ صرف مکمل کرے گا بلکہ قیام پاکستان کا اصل مقصد بھی پورا ہو جائے گا یعنی پاکستان کے ذریعے اسلام کے عروج کا آغاز کیا جائے گا۔

آصف حمید: قرآن مجید میں سورۃ التوبہ کی آیت 75 ہمارے حالات پر منطبق ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

’’اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا تو ہم خوب صدقہ وخیرات کریں گے اور نیک بن جائیں گے۔‘‘ (التوبہ:75)

تحریک پاکستان کا پورا لائحہ عمل اس آیت میں سمویا ہوا ہے کہ اے اللہ! ہم پر فضل فرما، ہمیں ہندو کی غلامی سے نجات دے۔ ہمیں ایک خطہ زمین عطا فرما جہاں ہم تیرے دین کو نافذ کریں گے۔ قائداعظم اور علامہ اقبال کے فرمودات اس کے مطابق تھے۔ پھر اگلی آیت میں ذکر ہے:

’’پھر جب اللہ نے انہیں نواز دیا اپنے فضل سے (غنی کر دیا) تو انہوں نے اس دولت کے ساتھ بخل کیا اور پیٹھ موڑ لی اور اعراض کیا۔‘‘ (التوبہ:76)

یہ تحریک پاکستان کے بعد کے حالات ہیں۔ جن کے مطابق ہم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا بلکہ بخل سے کام لیا۔ یعنی ہم حقیقی مومن نہیں بنے۔ پھر فرمایا:

’’تو اللہ نے سزا کے طور پر ڈال دیا ان کے دلوں میں نفاق (اور یہ نفاق اب رہے گا) اُس دن تک جس دن یہ لوگ ملاقات کریں گے اُس سے‘ بسبب اُس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے اللہ سے کی اور بسبب اس جھوٹ کے جو وہ بولتے رہے۔‘‘ (التوبہ:77)

ان حالات کو سامنے رکھیں تو ہمیں اب اپنا قبلہ درست کرنا چاہیے اس کے سوا ہمارے پاس کوئی اور چارہ نہیں ہے۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم انجینئرنگ کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-0083113
0334-6198484

دعائے صحت کی اپیل

☆ ملتان شمالی کے رفیق عبداللہ قادری کی اہلیہ کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

’’کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟‘‘

طالبانِ افغانستان کی فراستِ مومنانہ بمقابلہ ٹرمپ

روزنامہ ’’دنیا‘‘ کے نامہ نگار جناب صابر شاکر کی چشم کشا تحریر

بعنوان ’’افغانستان تر نوالہ نہیں‘‘ شائع شدہ 10 ستمبر 2019ء

فغانستان امریکہ کے لیے اور مقبوضہ کشمیر بھارت کے لیے ایک ایسا نوالہ بن چکے ہیں کہ نہ انہیں نگلا جا رہا ہے اور نہ اُگلا جا رہا ہے۔ یہ دونوں ممالک (امریکہ اور بھارت) افغانستان میں اتحادی ہیں اور جنوبی ایشیا کی سیاست میں بھی ایک دوسرے کے حامی و ہم خیال ہیں۔ نائن الیون کے بعد اسامہ بن لادن کی تلاش میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا تھا اور خوش فہمی یہی تھی کہ افغانستان ایک تر نوالہ ثابت ہوگا اور بس چند مہینوں میں ہی افغانستان فتح کر لیا جائے گا اور جنوبی ایشیا میں افغانستان کی صورت میں امریکہ کو ایک مستقل ٹھکانہ مل جائے گا جہاں سے وہ چین، روس اور ایران سمیت تمام ممالک کے سینے پر مونگ دلے گا۔ جدید ترین اور بھاری بھرکم اسلحہ رکھنے اور استعمال کرنے کے باوجود یہ جنگ رفتہ رفتہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھ سے نکلتی گئی اور افغان طالبان جن سے اقتدار چھینا گیا تھا، نے آہستہ آہستہ افغانستان کے علاقے واپس لینا شروع کر دیئے۔ امریکہ کے بیانیے کے مطابق نائن الیون کا ماسٹر مائنڈ اسامہ بن لادن تھا اور انہیں افغانستان میں طالبان کے سربراہ مُلا عمر نے پناہ دی ہوئی تھی۔ اس لیے افغانستان سے ملا عمر یعنی طالبان کی حکومت کا خاتمہ بھی ضروری تھا اور اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں کو مارنا یا گرفتار کرنا بھی ضروری تھا اور امریکہ کے بقول ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن ان کے ہاتھوں مارے گئے اور امریکہ نے اس پر جشن فتح بھی منایا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد افغان طالبان کی افغانستان میں کمر ٹوٹ جاتی اور وہ دل برداشتہ ہو کر اپنی شکست تسلیم کر لیتے اور ہتھیار ڈال دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ افغانستان میں جنگ شدت اختیار کر گئی۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد ملا عمر کو تلاش کیا جاتا رہا۔ وہ امریکہ کے کسی ریڈار پر نہ آئے اور نہ ہی کوئی ہیومن انٹیلی جنس ان کا پتہ لگا سکی۔

افغانستان میں متوقع شکست کو بھانپتے ہوئے پہلے نیٹو نے ہاتھ کھینچا اور پھر امریکہ بہادر نے بھی عافیت اسی میں سمجھی کہ اب مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے۔ ابھی مذاکرات کے لیے تگ و دو جاری تھی کہ مُلا عمر کے جاں بحق ہونے کی خبر منظر عام پر لائی گئی۔ امریکی تھنک ٹینکس نے پھر یہ غلط اندازہ لگایا کہ طالبان کے امیر ملا عمر کی وفات کے بعد افغان طالبان انتشار کا شکار ہو جائیں گے اور افغانستان جو پہلے فتح نہیں ہو سکا اب آسانی سے کامیابی نصیب ہوگی۔ لیکن ملا عمر کی وفات کے بعد افغانستان میں افغان طالبان مزید منظم ہو گئے اور آہستہ آہستہ کابل کی طرف بڑھنے لگے جس کے بعد پاکستان کے منت ترلے بھی کیے گئے اور دباؤ بھی ڈالا گیا کہ افغان طالبان کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے۔ پاکستان نے افغان طالبان کے کچھ گرفتار رہنماؤں کو خیر سگالی کے جذبے کے تحت رہا کیا اور خلوص نیت سے افغان طالبان اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کے لیے اپنا حصہ ڈالا۔ امریکہ کو پھر غلط فہمی ہوئی کہ جو جنگ ہم میدان میں جیت نہیں سکے وہ جنگ مذاکرات کی میز پر بآسانی جیت لیں گے کیونکہ ایک طرف امریکی تھنک ٹینکس سیاسی و سفارتی تجربے سے مزین پڑھے لکھے تجربہ کار مذاکرات کار اور دوسری طرف عام سے شلوار قمیض پہنے اور پگڑیاں باندھے افغان طالبان۔ اور تو اور انگریزی زبان سے بھی نابلد ان لوگوں کو میز پر رام کرنا کون سا مشکل کام ہوگا۔ آمنے سامنے بیٹھیں گے تو سپر پاور سے ویسے ہی مرعوب ہو جائیں گے۔ لیکن افغان طالبان کی سیاسی قیادت نے امریکیوں کے سارے اندازے غلط ثابت کر دیئے اور میدان جنگ کی طرح مذاکرات کی میز پر بھی انتہائی ٹف ٹائم دیا۔ امریکہ نے متعدد بار افغان طالبان سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ جب تک مذاکرات مکمل نہیں ہوتے اس وقت تک جنگ بندی یعنی سیز فائر کر دیا جائے لیکن افغان طالبان نے یہ مطالبہ یکسر مسترد کر دیا اور لڑائی کے میدان میں اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔ مذاکرات کے دوران امریکہ نے افغان طالبان سے پندرہ روز کی علامتی جنگ کی بھی درخواست کی لیکن طالبان نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا اور آخر کار ایک طویل مشاورتی عمل کے بعد امریکہ نے مذاکرات کی کامیابی کا اعلان کیا۔ معاہدہ تحریر ہو گیا اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو گئے اس معاہدے کے بارے میں امریکی خصوصی ایلچی اور مذاکرات کار زلمے خلیل زاد افغان حکومت کو اعتماد میں لے چکے تھے افغان طالبان اور افغان صدر اشرف غنی کی امریکی صدر ٹرمپ سے کیمپ ڈیوڈ میں ملاقات طے پا چکی تھی جس کے بعد صدر ٹرمپ نے ٹویٹ کے ذریعے ملاقات کی منسوخی کا اعلان کیا اور وجہ یہ بتائی کہ افغان طالبان نے کابل میں حملہ کر کے ایک امریکی اور گیارہ سویلینز کو ہلاک کر دیا ہے، اس لیے ملاقات منسوخ اور مذاکرات معطل کر دیئے ہیں۔

کیا مذاکرات معطل کرنے کی وجہ محض بارہ افراد کی ہلاکت ہے؟ یا کچھ اور؟ واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ جب سے مذاکرات شروع ہوئے ہیں لڑائی تو دونوں طرف سے جاری ہے اور کبھی افغان طالبان کے لوگ مارے جاتے ہیں اور کبھی سکیورٹی والے۔ مذاکرات شروع ہونے کے بعد بھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں دونوں فریقین میں لڑائی نہ ہوئی ہو اس لئے مذاکرات معطل کرنے کا یہ جواز محض ایک بہانہ ہے۔ درحقیقت صدر ٹرمپ اور امریکی اداروں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ سمیت پینٹاگون بھی یہ سمجھتا ہے کہ مذاکرات میں افغان طالبان کا پلڑا بھاری رہا اور جو معاہدہ کیا گیا ہے اس میں طالبان نے اپنی زیادہ باتیں منوالی ہیں جبکہ امریکہ کے مفادات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ نیز یہ کہ افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کا شیڈول دینا قبل از وقت ہے جبکہ دوسری طرف یہ معاہدہ عمل پذیر ہوتا ہے تو افغان حکومت

اشرف غنی عبداللہ عبداللہ سمیت افغان طالبان کے تمام مخالف ومتحارب گروپوں کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اور پھر بھارت کی باری آتی ہے جس نے امریکہ کے کہنے پر افغانستان میں اپنی اوقات سے بڑھ کر منصوبے شروع کیے دولت خرچ کی اور قونصل خانے کھولے جن کا مقصد افغانستان میں امریکی مفادات کا تحفظ اور پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے دہشت گردی کو فروغ دینا تھا۔ امریکہ ایک بے رحم دوست اور اتحادی ہے جو ہمیشہ صرف اپنے مفادات کو فوقیت دیتا ہے۔ اس لیے اسے بھارت سے اور افغان حکومت سے زیادہ اپنے مفادات عزیز ہیں جبکہ بھارت کو یہ بھی دھڑکا لگا ہوا ہے کہ مغربی سرحدوں کے محفوظ ہونے کے بعد پاکستان کی تمام توجہ مشرقی سرحدیں ہوں گی اور مقبوضہ کشمیر سے پیدا شدہ صورتحال سے پاکستان زیادہ بہتر انداز میں بھارت سے نبرد آزما ہو سکے گا۔ اس لیے بظاہر امریکی صدر ٹرمپ نے مذاکرات کو معطل کر کے دنیا کو حیران کر دیا ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے۔ صدر ٹرمپ کی ٹویٹ کو ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے کہ امریکی وزیر خارجہ سمیت دیگر اعلیٰ حکام کی طرف سے دوبارہ مذاکرات کرنے کی باتیں شروع ہو گئی ہیں صدر ٹرمپ اور امریکی حکام دراصل اپنی پیدا ہونے والی دراڑوں کو بھرنے اور اپنے ہم خیالوں اور اتحادیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ اگر مزید دیر کریں گے تو پھر سو پیاز اور سو جوتے کھانے والی مثال ہمیں درست ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔ افغان طالبان نے میدان جنگ اور مذاکرات کی میز پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک اچھی سیاسی سمجھ بوجھ اور فہم وفراست کی حامل ٹیم بھی رکھتے ہیں اور ملک چلانے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ ملا عمر سمیت کئی بڑے افغان طالبان رہنما دنیا سے رخصت ہوئے۔

ان رہنماؤں کی وفات سے بھی افغان جنگ کی شدت میں کوئی کمی نہیں آئی جس سے یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑے گی کہ افغان طالبان کی صفوں میں نہ صرف اتحاد ہے بلکہ وہ اپنے اندر ایک منظم ضبط بھی رکھتے ہیں۔

آج سے اٹھارہ سال پہلے جنگ امریکہ نے شروع کی تھی آج وہی امریکہ بہادر 18 سال بعد یہ جنگ مذاکرات کے ذریعے ختم کرنا چاہتا ہے۔ بس اس کی کوشش اور خواہش ہے کہ اس فوجی شکست کو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھا جا سکے اور سپر پاور کی ناک بھی نہ کٹے اور اس جنگ سے جان بھی چھوٹ جائے جو اس سپر پاور کے کھربوں ڈالر کھا گئی ہے۔ کھایا پیا کچھ نہیں گلاس توڑا بارہ آنے کا مصداق۔ دوسری جانب مقبوضہ کشمیر بدستور مودی سرکار کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔ 40 روز ہونے کو ہیں صورتحال بھارتی فوج کے کنٹرول میں نہیں۔ مواصلاتی نظام کی بندش کی ذمہ داری بھی بھارتی سکیورٹی ایڈوائزر نے پاکستان پر دھرنے کی کوشش کی ہے اور تو اور بھارتی خلائی شٹل کے چاند پر نہ اترنے کا الزام بھی پاکستانی اداروں پر دھر دیا گیا۔ ان سیاسی لطیفوں سے کچھ دیر کے لیے دل ہی بہلایا جا سکتا ہے۔ چین کے وزیر خارجہ کا دورہ اسلام آباد اور اس دوران کیے گئے فیصلے خطے کی آئندہ کی صورتحال کا تعین کرنے کے لیے واضح روڈ میپ ہیں جس میں سی پیک کی توسیع اور کشمیر سمیت دیگر علاقائی اور عالمی ایشوز پر باہم مل کر اقدامات کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ خاص طور پر چین کا یہ کہنا ہے کہ وہ پاکستان کی ساورنٹی، علاقائی، جغرافیائی سلامتی، آزادی اور خود مختاری اور قومی یکجہتی کی ہر صورت میں تحفظ یقینی بنانے میں اپنا کردار ایک دیرینہ دوست کی طرح ادا کرے گا۔

❁❁❁

دعوتِ فکرِ اسلامی مہم

تنظیمِ اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا عزم:
اللہ کی زمین پر
اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنا ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

آہ! وہ تیرِ نیم کش......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

محرم الحرام کے ساتھ نیا قمری سال، 1441 ہجری ہم پر طلوع ہوا۔ ہمارے ہاں بہ پہلو بہ پہلو دو کیلنڈر چلتے ہیں۔ دونوں الگ تصورِ زندگی، نظامِ زندگی، متقابل اور متضاد فکر ونظر کے حامل ہیں۔ ایک اپنے ہمراہ ہجرت نبویؐ سے لمحۂ موجود تک کی تاریخ ہے۔ یہ ماہ بماہ، بے شمار بے مثل شخصیات، سیرت و کردار کے گرانقدر نمونے، واقعات کا تسلسل لیے ہوئے ہے۔ قمری مہ و سال بدلتے ہیں۔ دعائیں، عبادات، عمل جن سے نتھی ہے۔ ہمارا سال ذوالحج پر ختم ہوتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خانوادے کی بے مثل داستان کو دنیا بھر کے مسلمان ہر سال تازہ کرنے قافلہ در قافلہ مکہ المکرمہ تا عرفات جاتے ہیں۔ ہر مرد و زن کی حنفیت (اپنے دین پر یکسوئی اور استقامت)، توکل علی اللہ (حب دنیا اور اسباب کی اسیر دنیا میں) اور اللہ کے حضور تسلیم ورضا، غیر مشروط اطاعت پیش کرنے کی تربیت کا سامان ہے۔ دس ذوالحج کا سفر مکمل ہوتا ہے تو یکم محرم شہادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ایک ایسے حکمران کی داستان حیات سمیٹتا نظر آتا ہے جس نے اسلام کو شوکت وسطوت کے ساتھ تین براعظموں تک کی وسعت دی۔ وہ خلیفۂ ثانی جو شجاعت، رعب و دبدبے کے ساتھ خشیت الٰہی، زہد و ورع، اخلاص وللّٰہیت، ذہانت و دوراندیشی، علم اور تفقہ فی الدین کا حیرت انگیز امتزاج تھے۔ جن کا دورِ حکومت، عین اسوہ نبویؐ پر مبنی ہے۔ توسیع کی تیز رفتاری کے باوجود اپنی اصل سے سر مو انحراف نہیں کرتا۔

آگے عاشورہ ہے۔ دس محرم، جو دورِ موسوی میں فرعون کی غرقابی اور لیظھرہ علی الدین کلہ (دین اللہ کے غلبے) کی داستان سناتا ہے۔ بعد ازاں یہود، امتِ رسولؑ کے اپنے مقصدِ حیات کو بھلا دینے کے نتائج اور تاریخ ہے جو قرآن بار بار ہمیں سناتا ہے۔ مغضوب اور ضالین کی راہوں پر چلنے بھٹکنے سے دن میں 32 مرتبہ پناہ مانگنی سکھاتا ہے۔ ہم آسمانی، آفاقی امت ہیں۔ جن کی تربیت براہِ راست رب تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ امتحان کی اس زندگی کی نصابی کتاب (قرآن) اور استادِ معظم محمد ﷺ کے ذریعے۔ اسی نقشے، تربیت پر ڈھلے سوا لاکھ کے قریب جماعت صحابہؓ کے سیرت وکردار کی ضو سے بھی باطل کی ساری تاریکیاں کافور ہوکر راہیں جھلملا اٹھتی ہیں۔ ''میں تمہیں ایک ایسے راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے'' کا فرمان نبویؐ، آج بھی رہنما ہے۔ عاشورہ پر شہادت حسین رضی اللہ عنہ، سیاست کو خلافت پر قائم رکھنے کی راہ میں بے مثال قربانی ہے، جو آج گلوبل ولیج پر چھائی استحصالی، استبدادی سیاست کے خلاف حجت ہے۔ وہ تاریخ بنانے والے کردار تھے۔ ہم صرف تاریخ (Date) بتانے، دن منانے، بلکہ لامنتہا چھٹیاں منانے والے ہیں۔ ویک اینڈ، لمبا ویک اینڈ اور بہت ہی لمبا ویک اینڈ۔ (یہ قمری نہیں شمسی سال کی دین ہے!)

قمری سال ہی پر اصحاب الفیل کا واقعہ بھی ہے۔ ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر اکارت نہیں کر دی؟'' (سورہ الفیل)۔ افغان جو قمری تقویم پر پلے بڑھے تربیت پائے تھے، انہوں نے بے مثل تاریخ رقم کی۔ ہاتھی والوں (امریکہ۔ حکمران ریپبلکن پارٹی کا نشان، ہاتھی!) کے ساتھ کیا کیا؟ اس دور کا فرعون غرق ہو گیا۔ اس کی معیشت غرق ہوگئی۔ سیادت کی سونڈ پر داغ لگ گیا۔ قیامت خیز سمندری طوفان نے مسلسل غرقابی برسائی ہے ہر سال کی طرح اب بھی۔ افغانستان میں پہلے امریکی یورپی جنگی ٹینک تباہ برباد ہوئے۔ اب تھنک ٹینکوں کی دانشوریاں، ڈگریاں، مذاکراتی مہارتیں، سفارت کاریاں، غرق ہورہی ہیں۔ (''مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' ۔حدیث) ایک سال میں مذاکرات کے 9 ادوار۔ طالبان حق، طالبان عقبیٰ نے سائنس ٹیکنالوجی والوں، سیاست کاروں کے دماغوں کی وہ دہی بنائی ہے جس پر پورے امریکی کو دہی بڑے کھلائے جاسکتے ہیں!

یہاں سے فارغ ہولیں۔ ٹرمپ کے بعد مودی سے بھی یہی نمٹیں گے۔ فلموں، ڈراموں، گانوں، نعروں، بینروں، پوسٹروں، پتلے جلانے سے جنگیں نہیں جیتی جاتیں۔ کشمیر صرف ایمان کے بل بوتے پر فتح ہوگا۔ کفر کے پنجۂ استبداد سے رہائی پائے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی سپاہ سے فرمایا تھا: ''تم دشمن پر اس لیے غالب آجاتے ہو کہ ان کے گناہ تمہارے گناہوں سے زیادہ ہیں اور اللہ کی نصرت تم پر اترتی ہے۔ اگر تمہارے گناہ انہی جیسے ہو گئے تو فتح یاب نہ ہوسکو گے''۔ یہاں مقابلہ لالی وڈ اور بالی وڈ کا نہیں۔ یہ کرکٹ کا پیچ نہیں۔ مشرف نے ہم آہنگی کے لیے ان کے خدا 'گائے' کے مجسمے ہر شہر میں چوراہوں پر سجا دیئے! جو آج بھی کلمہ لا الٰہ سے صریح انحراف بنے جابجا موجود ہیں۔ یہاں سورۃ الانفال اور سورۃ محمد درکار ہے۔ جب ہی منظر بدلے گا۔ گھر کا حال حلیہ ٹھیک کرنا ہوگا۔ سری نگر کی خون آلود سڑکیں۔ غذائی بحران، سینوں آنکھوں پر برستی گولیاں! ہماری طرف سوالیہ نظروں سے کشمیر تک رہا ہے۔ ہمارے ہاں سرسراہٹیں اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کی چل رہی ہیں۔ سکھوں کو خوش کرنے کے لیے دوہرے ہوئے جارہے ہیں۔

ایک طرف گریٹر اسرائیل کی بھرپور تیاری کے اقدامات میں مسلمان ملکوں سے پینگیں بڑھائی جارہی ہیں۔ سعودی عرب، امارات، اومان ریشہ خطمی ہوئے جارہے ہیں۔ گریٹر اسرائیل کے نقشے میں لبنان، مصر، شام، عراق، اردن، آدھا سعودی عرب، امارات، اومان، یمن، ترکی شامل ہیں (وکی پیڈیا)۔ دوسری کہانی اکھنڈ بھارت کی ہے۔ ایک طرف فلسطینی قیامت سے گزر رہے ہیں۔ دوسری طرف کشمیر عین انہی حالات میں گرفتار ہے۔ دنیا کیا کر رہی ہے؟ امارات، بحرین، نے مودی کو اعزازات سے لاد دا۔ اب باری ہے بل گیٹس کی! گیٹس فاؤنڈیشن، انسانی ہمدردی کے میدان میں کارفرما ہے، جسے ہمارے نوجوانوں کے لیے لائق تقلید اسوہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اب وہ چلے ہیں مسلم گجرات کے قصاب مودی کو اپنا اعلیٰ اعزاز دینے۔ انسانیت کے لیے کیا کارہائے نمایاں کیے مودی نے؟ بھارت بھر میں بیت الخلا کی تعمیر! (50 کروڑ لوگ بھارت میں اس سے محروم تھے، کیونکہ حکمرانوں کو اسلحہ اندوزی سے فرصت نہیں۔) یعنی ہم یہ سمجھیں کہ بل گیٹس جیسے آدمی کے نزدیک کشمیری خون کی وقعت ہندوؤں کے بول و براز جیسی

بھی نہیں؟ حالانکہ (انسانی حقوق کی) قتل عام پر اعداد وشمار دینے والی تنظیم نے بھی بھارت پر کشمیر اور آسام کے حوالے سے قتل عام الرٹ جاری کیا ہے۔ مفصل رپورٹ دی ہے ہندوانتہاپسندی کے ہاتھوں نفرت کی بھڑکتی آگ، جھوٹ کی تشہیر اور کشمیریوں پر فوج کے استبداد کی۔

چہار جانب چیلنج ہیں۔ 7 ستمبر یوم ختم نبوت تھا۔ 1974ء میں پارلیمنٹ کی متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے امتناع قادیانیت کے اہتمام کا دن۔ 2 ستمبر آیا اور ڈاکٹر عافیہ پرادنیٰ ترین پیش رفت کے بغیر گزر گیا۔ کشمیر اور قادیانیت باہم نتھی ہیں۔ ایک طرف سے اسرائیل اور قادیانی اثر ورسوخ بڑھ پھیل رہا ہے۔ عوام الرٹ ہونے لگتے ہیں تو فیلرز چھوڑ کر ذرا سا پیچھے ہٹ کر تردیدیں آنے لگتی ہیں۔ 'دی نیوز' (4 ستمبر) میں صابر شاہ کی تفصیلی رپورٹ، اسرائیل کے ضمن میں دال میں بہت کچھ کالا دکھا رہی ہے۔ مشرف دور سے ہی کوششیں جاری ہیں۔ اب وزیراعظم کے بچوں کے ننھیال ہونے سے رسائی بڑھنے کے اسباب وامکانات موجود ہیں۔ ادھر سکھوں پر حیران کن عنایات پر خوف آنے لگتا ہے۔ کرتار پورہ (قادیان سے صرف 44 کلومیٹر دور ہے!) کے ضمن میں 5 ہزار سکھ یاتری ویزے کے بغیر روزانہ آئیں گے! خبر میں یہ بھی تھا کہ سکھوں کے علاوہ دیگر عقائد کے افراد (یہ کون ہیں۔ ہندو؟ قادیانی؟) کو یاتریوں کو لنگر پرساد کی تیاری وتقسیم کی اجازت کا مطالبہ بھی ہے۔ مشرف نے امریکہ کے 10 میں سے 12 مطالبے منظور کیے تھے۔ یہ اسی حکومت کا تسلسل ہے۔ یہ درپئے آزار پاکستان وکشمیر دشمن کے آگے ڈھیر ہونے کے مناظر ہیں۔ سکھوں نے کشمیر پر (چند نمائشی تصویروں کے سوا) ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ الٹا ننکانہ صاحب میں پسند کی شادی پر مسلمان ہونے والی 19 سالہ سکھ لڑکی پر دنیا بھر کے سکھوں اور ہمارے سیکولروں نے طوفان برپا کردیا۔ ویسے تو پوری پاکستانی نوجوان نسل کو عشق کی آگ میں جھونکنے کی دیوانگی بھرے اہتمام ہیں۔ مگر عشق ومحبت کی یہ داستان جس میں بچی مسلمان ہوگئی، اس پر سبھی تیخ پا ہو گئے! بمشکل تمام حکومت نمٹ پائی۔ لڑکی نے عدالت میں بیان دے کر حقائق کھول دیئے۔ ادھر اسرائیل سے تعلقات کی کہانی خدانخواستہ درست ہوئی تو ہم یو این کی فلسطین، کشمیر دونوں پر قراردادوں کی جنگ ہار جائیں گے۔

میرِ سپاہ ناسزا لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(05 تا 11 ستمبر 2019ء)

جمعرات (05 ستمبر) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی' جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (06 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری امور نمٹانے کے علاوہ مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت ومعاونت سے پریس ریلیز مرتب کیا۔ ہفتہ (07 ستمبر) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں ماہنامہ ''قومی ڈائجسٹ'' کے لیے مرتب کردہ تحریری انٹرویو کو حتمی شکل دی۔ اسی شام ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں جاری ''نقباء کورس'' میں بعد نمازِ عصر تا مغرب ''اعتصام باللہ: اہمیت' ضرورت اور ذرائع'' جبکہ بعد نمازِ مغرب تا عشاء ''علماء کرام اور دینی جماعتوں کے بارے میں ہمارا مؤقف'' کے موضوع پر لیکچر دیے۔ بعدازاں' موضوع کی مناسبت سے شرکاء کے سوالوں کے جواب بھی دیے گئے۔

سوموار (09 ستمبر) اور منگل (10 ستمبر) کو محرم الحرام کے باعث دفاتر بند رہے۔ بدھ (11 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی میں اہم دفتری امور نمٹائے۔ (مرتب: محمد خلیق)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیپھونٹ نز دنیلور اسلام آباد'' میں

22 تا 28 ستمبر 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

27 تا 29 ستمبر 2019ء (بروز جمعة المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-5127663 , 051-4434438

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

دعوت دین کی اہمیت وضرورت

سراج احمد برکت اللہ فلاحی

امت مسلمہ کا مقصد وجود: دعوت دین ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ یہ امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ علماء اور امت کے باشعور طبقہ پر بالخصوص فرض ہے کہ وہ دعوتِ دین کا کام انجام دیں۔ تبلیغِ دین کا مشن ہر زمانے میں جاری رہا ہے اور موجودہ حالات میں بھی اس کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے امتی کے مشن کو بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ١٠٨﴾ (یوسف)

''(اے نبی) آپ کہہ دیجیے یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ، میں اور میرے ساتھی بھی۔ اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔''

یہی امت کا اصل مشن ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امت مسلمہ میں ہر دور میں کم از کم ایک ایسی جماعت کا وجود ضروری ہے جو عام لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ١٠٤﴾ (آل عمران)

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔''

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اندر ضرور بالضرور ایک ایسی جماعت ہونی ہی چاہیے جو لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے۔ عربی قواعد کی رو سے اس حکم میں تاکید در تاکید ہے۔ نیز اس آیت کے سیاق میں علماء نے صراحت کی ہے کہ اہل کتاب کا ذکر کرنے کے بعد پہلے تو امت کو ہدایت دی گئی تقویٰ، ایمان باللہ اور ایک ساتھ متحد ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی اور اختلاف و تفرقہ سے دور رہنے کی۔ آگے اس آیت میں امت کو خارج کا پروگرام دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اللہ کی بندگی واطاعت کی طرف انہیں بلائیں۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں نبی ﷺ کو صریح الفاظ میں دعوتِ دین کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے النحل: 125، آل عمران: 64، المائدہ: 67، الحج: 67، اور القصص: 87 میں یہ حکم موجود ہے۔ ان آیات کے مخاطبِ اصلی تو خود نبی ﷺ ہیں لیکن یہ احکام سارے ہی مسلمانوں سے متعلق ہیں۔ نبی ﷺ کے واسطے سے یہ پیغام پوری امت کو دیا جا رہا ہے۔ فرداً فرداً سارے ہی مسلمان ان احکام قرآن کے مخاطب ہیں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ اللہ کی طرف بلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس دعوت کو لے کر پوری دنیا پر چھا جائیں۔ عام مسلمان ان احکام کی ادائی میں غفلت کے شکار ہو جائیں تو بات کسی حد تک سمجھ میں آسکتی ہے اور ان کو نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وارثین انبیاء بھی اس مشن کو بھلا دیں اور دعوت دین کا کام سرے سے ترک کر دیں، کسی طرح قبول نہیں کیا جا سکتا۔

دعوت دین یعنی غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا شہادتِ حق بھی ہے، اللہ کا واضح فرمان موجود ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرۃ: 143)

''اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک ''امت وسط'' بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔''

''لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ'' اس امت کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کے لوگوں پر حق کی گواہ ہو۔ یعنی جس طرح رسول اکرم ﷺ نے اپنے قول وفعل سے پوری زندگی حق کی گواہی دی اور اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اب امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کے لیے حق کی زندہ شہادت ہو اور اس دین حق کا عملی ثبوت فراہم کرے۔ امت مسلمہ کو دیکھ کر دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور انسانیت کے لیے حقیقی راہِ نجات کیا ہے؟ اس گواہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جس طرح نبی مکرم ﷺ نے تبلیغ دین کا حق ادا کیا، پوری زندگی اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچاتے رہے اسی طرح اس کا حق ادا کیا جائے اور پوری زندگی اس مشن کو زندہ اور قائم رکھا جائے۔

اس آیت کی شرح وتفسیر میں مفسرین کی یہ صراحت ملتی ہے کہ ہم مسلمانوں کو روزِ محشر اللہ کی عدالت میں اس بات کی شہادت دینی ہوگی کہ اے اللہ تیرے رسول ﷺ کے ذریعہ ہم کو جو ہدایت ملی تھی، ہم مسلمانوں نے اسے تیرے عام بندوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اے اللہ! ترے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے ہم کو جو دینِ حق ملا تھا، ہم نے اسے من وعن پوری دنیا تک پہنچا دیا اور اسے قبول کرنے کی عام دعوت دی۔ ظاہر ہے اس دنیا میں اگر ہم نے دعوت دین کا کام نہیں کیا اور اللہ کے بندوں تک دین حق کا پیغام لے کر نہیں پہنچے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت نہیں دی تو آخرت میں اللہ کے دربار میں یہ گواہی ہم کیسے دے سکیں گے؟ جس کا اس آیت مبارکہ میں مطالبہ ہے اور جس گواہی کے لیے بہر حال پیش ہونا ہے۔

آخری خطبہ میں آپ ﷺ نے پورے مجمع عام سے گواہی بھی لی کہ تم سب اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ پر تبلیغ دین کی جو ذمہ داری تھی، میں نے اسے ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح آج دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی یہ ذمہ داری ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ غور کیجیے! کیا امت مسلمہ پوری دنیا کو مخاطب کر کے کہہ سکتی ہے کہ اے دنیا والو! تم سب گواہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت امت مسلمہ ہم پر تبلیغ دین کی جو ذمہ داری ڈالی تھی، وہ ذمہ داری ہم نے ادا کر دی ہے۔ پوری دنیا تو کیا ہم اپنی بستی یا قرب وجوار کے غیر مسلم باشندوں کو مخاطب کر کے بھی ایسا نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ ہم نے مطلوبہ انداز میں ان تک دین کی بات پہنچائی ہی نہیں ہے۔

دوسری آیت جس میں امت مسلمہ کا مقصد وجود بتایا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تیسری سورہ آل عمران کی آیت نمبر 110 ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ﴾ (آل عمران)

''(اب دنیا میں) وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں (کی ہدایت و اصلاح) کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس آیت سے امت وسط کی مزید تشریح ہوتی ہے۔ امت وسط کا صاف مطلب ہے خیر امت یعنی سب سے اچھی و بہتر اور اشرف و اعلیٰ جماعت۔ آج امت مسلمہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو پہلے بنی اسرائیل کو حاصل تھی۔ جس کا بیان مختلف اسالیب میں متعدد بار قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس خیر امت کو اللہ نے دنیا کے جملہ انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے برپا کیا ہے۔ اس کا دائرۂ عمل پوری دنیا ہے اور اس کی مخاطب پوری انسانیت یعنی دنیا میں بسنے والے سارے انسان ہیں۔ آخر 'اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ'' کیوں کہا گیا ہے؟ خیر امت کو برپا کیا گیا ہے معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے کے لیے۔ یہ معروف کیا ہے؟ اور منکر کسے کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت اور لغوی و شرعی مفہوم بھی اس سے قبل کی آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے، اسی سے ہوتی ہے۔ یعنی امت مسلمہ کے ذمہ ٹھیک وہی فرائض ہیں، جو نبی پاک ﷺ اور دیگر انبیاء کا فرض منصبی تھا۔ یعنی جس کار عظیم کے لیے نبی ﷺ کی بعثت ہوئی تھی بعینہٖ وہی مقاصد ہیں، جن کی انجام دہی کے لیے امت مسلمہ کو برپا کیا گیا ہے۔ بتلانا مقصود یہ ہے کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کارِ نبوت کی ایک قرآنی تعبیر و توضیح ہے۔

دعوت دین دنیا کا سب سے عمدہ کام:

اس دنیا کی سب سے بڑی سچائی اسلام ہے اور یہی نجات کا واحد راستہ ہے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلانا، سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کا وجود ہے۔ توحید کا پیغام عام کرنے اور انسانیت کو بندگی رب کی دعوت دینا ہی سب سے بہتر کام ہے۔ ظاہر ہے جو لوگ اسلام کی دعوت دیں گے ان کی پہلی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس پر عمل کریں۔ نیک بنیں اور اپنے اعمال و کردار سے اس سچائی کو ثابت کریں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ اسی بات کو بڑے خوب صورت انداز میں کہا گیا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳﴾ (حم السجدة)

''اور اس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔''

نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں کارِ دعوت کے فضائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ فتح خیبر کے موقع سے جب آپ ﷺ نے آخری دن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تو ان سے فرمایا: پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اے علی رضی اللہ عنہ! تمہارے ذریعہ اگر ایک بھی شخص اسلام قبول کرلے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے حصول سے بھی بہتر ہے۔ (اللؤلؤ والمرجان ج 2 ص 192، حدیث: 1557)

انبیائی مشن کے وارثین: انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے انسانوں کی رہ نمائی کی، ان کو مقصدِ زندگی سے آگاہ کیا، خدا کی بندگی کا صحیح طریقہ بتایا، زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا اور اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ معاملات و معاشرت کے آداب سکھائے اور ان کی وحدت و اجتماعیت قائم کی، دنیا اور اس کی نعمتوں کو برتنے کے اصول سکھائے، اللہ کے آخری رسول جناب محمد ﷺ پر نبوت و ہدایت کا یہ زریں سلسلہ ختم ہوگیا۔ اب انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (الاحزاب: 40)

''(لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔''

متعدد احادیث میں نبی ﷺ نے بھی اس کی وضاحت کردی ہے کہ میں آخری نبی ہوں، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو جان لینا کہ وہ شخص جھوٹا اور کذاب ہے۔

جن مقاصد کے پیش نظر انبیاء و رسل بھیجے جاتے تھے اور تبلیغ دین، احقاق حق و ابطال باطل، شہادت حق، اقامت دین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جو ذمہ داریاں ان پر ڈالی جاتی تھیں، اب وہ جملہ ذمہ داریاں امت مسلمہ کو انجام دینی ہیں۔ یعنی انسانوں کی ہدایت و راہنمائی اور تبلیغ دین کا فریضہ اب امت مسلمہ کو انجام دینا ہوگا۔ آخری نبی ﷺ کی امت ہونے کی وجہ سے یہ ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ البتہ علمائے امت جن کو نبی ﷺ نے باقاعدہ وارث بتایا ہے۔ یہ علماء نبی ﷺ کے علم و حکمت اور فہم دین و شریعت کے وارث ہیں اور امت مسلمہ کے اندر ان کا خاص مقام ہے۔ (ابوداود، کتاب العلم ج 2 ص 513) ظاہر ہے اعزاز و اکرام اور مقام و مرتبہ کے ساتھ جو ذمہ داریاں نبی ﷺ کی تھیں، وہی ذمہ داریاں ان وارثین پر بھی عائد ہوں گی اور ان کی اصل ذمہ داری ہوگی کہ نبی ﷺ کے مشن کو آگے بڑھائیں، اللہ کے دین سے غافل بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں۔

اسلام دین فطرت بھی ہے:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی بعض ایسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے انسانیت ہمیشہ اس کی طرف لپکتی رہی ہے۔ اس کے دامن میں پناہ لیتی رہی ہے۔ اسے اختیار کرنے میں عافیت محسوس کرتی رہی ہے۔ اس ضمن میں اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰﴾ (الروم)

''یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی۔ یہی بالکل درست دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔''

لوگوں کے دلوں میں اسلام کی پیاس موجود ہے کیوں کہ جو حلقۂ اسلام سے باہر ہیں ان کو مسلسل اپنی فطرت سے جنگ کرنی پڑتی ہے۔ کوئی عجب نہیں کہ ان کو مسلسل تصادم سے نجات کا موقعہ ملے تو وہ فوراً اس بے اطمینانی کے ماحول سے باہر نکل آئیں۔

اسلام میں عدل و انصاف ہے، عزت و احترام ہے، انسانوں کی ہر طرح کی ضروریات کی رعایت ہے۔

ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا جواب دہ ہے اور کسی پر اس کی طاقت وقوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے۔ اس کے عقائد بہت ہی شفاف اور عقل وفہم میں آنے والے ہیں۔ عبادات سے لے کر معاشرت ومعاملات بلکہ زندگی کے ہر میدان کے لیے مفصل ہدایات ہیں۔ اس کی مذہبی کتاب وحی الٰہی پر مبنی ہے اور ہمیشہ کے لیے خرد برد سے محفوظ ہے۔ اس کی دیگر تعلیمات کا بھی پورا ذخیرہ مستند تاریخی روایات پر مشتمل ہے اور صدیوں کی تاریخ ان احکام وتعلیمات کا عملی ثبوت ہے۔

اسلام کی یہ بعض ایسی خوبیاں ہیں جو کسی بھی حقیقت پسند آدمی کو ایمان لانے پر مجبور کردیتی ہیں۔ اگر ان خوبیوں کو کسی غیر مسلم یا مشرک کے سامنے بیان کیا جائے تو کم ازکم وہ ان چیزوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ظاہر ہے یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جسے کوئی حقیقت پسند دل تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بعض غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ:

بہت سے مسلمان اب بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اللہ صرف ہمارا معبود ہے، قرآن مجید صرف ہماری کتاب ہے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ صرف ہم مسلمانوں کے نبی اور رسول ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمیاں ہے۔

1۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام صرف مسلمانوں کا دین نہیں ہے بلکہ یہ پوری انسانیت کا دین ہے اور اس دین کو اپنانے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔ دنیا کا ہر انسان اس کا مخاطب ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ غیر مسلم بھائیوں کو اس دین سے متعارف کرائیں اور ان کو اسے اختیار کرنے کی دعوت دیں۔

2۔ قرآن مجید جملہ انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ کی یہ آخری کتاب انسانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس کے مطالعہ کے بغیر مقصد وجود، خالق ومخلوق کا تعلق، عبد ومعبود کی حقیقت، طریق بندگی، مالک حقیقی کی مرضی ومشیت اور زندگی گزارنے کا سیدھا اور سچا راستہ معلوم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس کی تعلیمات واحکام کو تمام انسانوں کے سامنے پیش کرنا ہوگا، اس کے احکام پر عمل کرکے دکھانا ہوگا اور اس پر ایمان لانے کی عام دعوت دینی ہوگی۔

3۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت پوری دنیا والوں کے لیے عام ہے۔ نجات وکامیابی کے لیے اس آخری نبی ﷺ پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا ہر شخص کے لیے لازمی ہے خواہ وہ کسی دین دھرم کا ماننے والا ہو۔ اس لیے ہمارا فرض بنتا ہے کہ دنیا کے سارے انسانوں کو نبی ﷺ کی اس حیثیت سے آگاہ کرائیں، ان تک آپ ﷺ کا پیغام پہنچائیں، آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ زندگی سے ان کو باخبر کرائیں اور جس طرح نبی پاک ﷺ نے ہزاروں لاکھوں غیر مسلموں اور مشرکوں کو دوزخ سے نجات دلائی ہے، ہم بھی اس کی کوشش کریں۔

دعوتِ دین اور ملکی حالات

جہاں تک ملک کے حالات کی بات ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت باشندگان ملک میں ایک عجیب کیفیت پائی جارہی ہے۔ لوگ حق کی تلاش میں ہیں اور سچائی کے پیاسے ہیں۔ یہاں تبدیلیٔ مذہب کے واقعات ہرروز پیش آرہے ہیں۔ جملہ مذہبی تنظیمیں اور جدید افکار وخیالات کی حامل متعدد جماعتیں آج ملک میں اپنے دین یا افکار وخیالات کی اشاعت وفروغ میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ کام بڑی سرگرمی کے ساتھ انجام دیا جارہا ہے۔ چوں کہ یہاں کے عوام بہت سادہ ذہن رکھتے ہیں، حق پسند ہیں۔ نیز مذہب ودین کے حوالے سے یہاں بڑی جہالت پائی جارہی ہے۔ اوہام وخرافات اور خودساختہ رسم ورواج سے یہ قوم عاجز آچکی ہے۔ اس لیے عوام کو جو سمجھ میں آتا ہے یا ان کے پاس جو پہلے پہونچتا ہے اس کی بات کو وہ عموماً تسلیم کرلیتے ہیں۔

ہمارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کہ بنا بنایا ماحول ہے۔ ملک میں تبدیلیٔ مذہب کی آزادی ہے۔ نیا دین قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور نہ ہی اسے کوئی جرم سمجھا جارہا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سرگرمی کے ساتھ ہم دعوت کے میدان میں آگے بڑھیں۔ مخاطب کے ذہن وخیالات، رسم ورواج، اوہام وخرافات اور دین ودھرم کے تعلق سے ان کی سوچ کا مطالعہ کریں اور پوری تیاری کے ساتھ ان سے ملیں۔ ان کے سامنے دین حق کا تعارف کرائیں اور دین اسلام کی کھلے عام بلاخوف وخطر ان کو دعوت دیں۔

ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنی چاہیے وہ یہ کہ دعوتِ دین کے ذریعہ ہی خود مسلمانوں کی بھی اصلاح ہوگی اور وہ دین کے پابند ہوسکیں گے۔ دوسری طرف برادران وطن کو صحیح سے اسلام سمجھنے کا موقع ملے گا، غلط فہمیاں دور ہوں گی، مسلمانوں کی صحیح پوزیشن ان کے سامنے آسکے گی اور روزِ قیامت ہم اللہ کی پکڑ سے بچ سکیں گے اور اگر اللہ کے کرم سے لوگوں کو قبول اسلام کی توفیق بھی ملتی رہی تو بہت جلد ملک کا ماحول بدل جائے گا۔ اس طرح انسانیت خود انسانوں کے ظلم وجور سے نجات پاکر اسلام کے سایۂ امن وعدل میں آسکے گی۔

❀❀❀

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے نقیب جناب عابد پرویز چوہان کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0302-2408087

☆ ملتان شمالی کے رفیق تنظیم عارف حسین کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ ملتان غربی کے رفیق جناب منور حسین خان کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0301-7517453

☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے ناظم تربیت جناب اصغر محمود کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0323-3203100

☆ حلقہ کراچی شمالی، بفرزون رشادمان کے ناظم دعوت جناب عزیز زاہد صدیقی کے چچا وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-9211498

☆ حلقہ کراچی شمالی، بفرزون رشادمان کے نقیب ذیشان حمید کے پھوپھا اور ماموں وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-2193877

☆ حلقہ کراچی شمالی، بفرزون رشادمان کے مبتدی رفیق ظہیرالدین خان کی ساس وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-3307024

☆ اسرہ ڈی جی خان کے رفیق مہر علی کی نومولود بیٹی وفات پاگئی۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

How the US Shattered the Middle East

Let us take an ever-so-brief tour of Washington's two-decade history of utterly rupturing Greater Mideast nation-states and splintering an already fractious region. Here goes, from West to East, an admittedly non-comprehensive list.

U.S. airstrikes and regime change policy in Libya has unleashed an ongoing civil war, divided the country between at least two warlords, and enabled arms and militiamen to cross the southern border and destabilize West Africa. Which means that Niger, Libya, Cameroon, Mali, Chad and Nigeria have seen their shared territory around Lake Chad become a disputed region, contested by a newly empowered array of militants. That, of course, led the U.S. military to plop a few thousand troops and its own proxy fighters in these countries. That deployment is unlikely to end well.

In Israel/Palestine, decades of reflexive U.S. support for Israel and Donald Trump's doubling down on that policy—by moving the U.S. embassy to Jerusalem and turning a blind eye to Israeli plans to annex much of the West Bank—have ensured, once and for all, that there can be no viable Palestinian state. Which means that the area is divided into at least three (for the Palestinians, at least) noncontiguous entities: Gaza, Israel and the West Bank.

In Syria, American meddling in the civil war, self-destructive support for various Islamists groups there and military intervention on behalf of the Kurds have broken Syria into a mostly jihadi, rebel-held northwest, Assad-regime center and U.S.-backed Kurdish east.

Just over the border in Iraq stands the gold standard of counterproductive U.S. fracture. There, an ill-fated, illegal U.S. invasion in 2003 seems to have forever broken into an autonomous Kurdish north, Shiite-held east and south and Sunni-controlled west. It is in that contested western region that Sunni jihadism has long flourished and where al-Qaida in Iraq, and its more extreme stepchild, Islamic State, metastasized and then unleashed massive bloodletting on both sides of the border.

Finally, in Afghanistan, the U.S. invasion and occupation, as well as the fractured 'peace deal' ensured that this Central Asian basket case of a country will divide, for the foreseeable future, into Taliban-dominated Pashtun south and east and tenuous Tajik/Uzbek/Hazara minorities held north and west.

The point is that the U.S. has irreparably fractured a broad swath of the globe from West Africa to Central Asia. Interventionist pundits in both parties and countless think tanks insist that the U.S. military must remain in place across the region to police dangerous "ungoverned spaces," yet recent history demonstrates irrefutably that it is the very intervention of Washington and presence of its troops that fragments once (relatively) stable nation-states.

The whole absurd mess boils down to a treacherous math problem of sorts. By my simple accounting, a region from Nigeria to Afghanistan that once counted about 22 state entities has – since the onset of the U.S. "terror wars" – broken into some 37 autonomous, sometimes hardly governed, zones. According to the "experts," that should mean total disaster and increased danger to the homeland. Yet it's largely U.S. military policy and intervention itself that's caused this fracture. So isn't it high time to quit the American combat missions? Not according to the mainstream policymakers and pundits. For them, the war must (always) go on!

"Counterproductivity" seems the essence of U.S. military policy in Uncle Sam's never-ending, post-9/11 wars. Call us crazy, or wildly conspiratorial, but after these hopelessly absurd wars and studying the full scope of American military action, it seems that maybe that was the idea all along.

<u>**Source**</u>: *Adapted from an article published in https://www.strategic-culture.org*

<u>**Note**</u>: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.36

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore